بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد46 — شمارہ 14

ہفت روزہ **بدر** قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
محمد نسیم خان
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 100روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20پونڈیا40ڈالر
امریکن۔بذریعہ
بحری ڈاک10پونڈ
یا20 ڈالرامریکن۔

24 ذیقعدہ 1417 ہجری 3 شہادت 1367 ہش 3 اپریل 97ء

ہفت روزہ بدر قادیان۔143516

اخبار احمدیہ

لندن ۲۱/مارچ (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ حضور انور نے آج خطبہ جمعہ میں گزشتہ خطبات کے تسلسل میں ہی احباب جماعت کو متوجہ فرمایا کہ حقیقی عبادالرحمٰن بننے کیلئے پہلے شیطان کی عبادت سے کلی طور پر آزاد ہونا چاہئے اور ان مجلسوں، ان کاموں اور ان صحبتوں کو ترک کردیں جن میں شیطان کا کسی پہلو سے بھی دخل ہو۔ (ادارہ)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو

جو مامور من اللہ ہے

پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کیلئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ

ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں کیونکہ "الاستقامة فوق الكرامة" مشہور ہے وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی ان پر سختی کرے تو حتی الوسع اس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔ انسان میں نفس بھی ہے اور اس کی تین قسم ہیں! امارّہ لوّامہ مطمئنّہ۔ امارّہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوش کو سنبھال نہیں سکتا اور اندازہ سے نکل جاتا اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے، مگر حالت لوامہ میں سنبھال لیتا ہے۔

غرض یہ صفت لوامہ کی ہے۔ جو انسان کشمکش میں بھی اصلاح کرلیتا ہے۔ روزمرہ کی بات ہے۔ اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے۔ جس قدر اس سے اعراض کروگے اسی قدر اس سے عزت بچالوگے اور جس قدر اس سے مٹھ بھیڑ اور مقابلہ کروگے تباہ ہو جاؤ گے اور ذلت خرید لوگے۔ نفس مطمئنہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حسنات اور خیرات ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا اور ماسوی اللہ سے بکلی انقطاع کرلیتا ہے۔ وہ دنیا میں چلتا پھرتا اور دنیا والوں سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ یہاں نہیں ہوتا۔ جہاں وہ ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور ہی ہوتی ہے۔ وہاں کا آسمان اور زمین اور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة (آل عمران ۵۴)

یہ تسلی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا، مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کرکے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ میں ایک بار پھر ان لوگوں کو مخاطب کرکے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر (نہ صرف میری ذات تک) بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے، جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ذات تک پہنچتا، تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پروا تھی، مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم ﷺ اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفرین پر غالب رہوگے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی۔ جب تک لوامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔

اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کیلئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تاکہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صفحہ ۶۴۔۶۵)

مولیٰ کی محبت بنے پیشانی کا جھومر

صاحبزادی طوبیٰ سلمہا اللہ کی رخصتی کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منظوم دعائیہ کلام

جاتی ہو میری جان خدا حافظ و ناصر
اللہ نگہبان خدا حافظ و ناصر

ہر گام فرشتوں کی حفاظت ہو نگہدار
ہر لحظہ و ہر آن خدا حافظ و ناصر

مولیٰ کی محبت بنے پیشانی کا جھومر
طاعت رہے پہچان خدا حافظ و ناصر

پیتی رہو تم ساقیٔ کوثر کے صبو سے
غٹ غٹ مئے عرفان خدا حافظ و ناصر

دل نذر کرو اس کی کہ محبوب خدا تھا
وہ بندۂ سبحان خدا حافظ و ناصر

یہ گھر بھی تمہارا تھا کہ جو چھوڑ چلی ہو
طوبیٰ مری مہمان خدا حافظ و ناصر

اس گھر کی بھی رانی بنو جس گھر پہ تمہارا
سرتاج ہو سلطان خدا حافظ و ناصر

تم سے مجھے بچپن سے بہت پیار رہا ہے
بن جانا نہ انجان خدا حافظ و ناصر

میری نہ کرو فکر کہ ہے مرا تو ہر دم
اللہ نگہبان خدا حافظ و ناصر

کر دینا نہ امّی کو فراموش کہ دن رات
وہ تم پہ تھیں قربان خدا حافظ و ناصر

اے نورِ نظر ابّا کی، دائم رہو شاداں
اے آصفہ کی جان خدا حافظ و ناصر

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لا اله الا الله محمد رسول الله

ہفت روزہ بدر قادیان — اداریہ — 3/ اپریل 97ء

فیشن کے رنگ میں برائی پر پابندی

(۲)

گزشتہ گفتگو میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ صرف فیشن کے طور پر یا سیاسی مفادات کے تحت برائیوں پر پابندی سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک برائیوں کو ختم کرنے کی نیت صاف نہ ہو اور خوف خدا نہ ہو برائی ہرگز نہیں رُک سکتی۔ اس کی مثال کے طور پر ہم نے شراب نوشی کی برائی کو پیش کیا تھا جس پر بعض صوبوں میں سیاسی ممانعت نافذ ہے ابھی یہ مضمون لکھ ہی رہا تھا کہ خبر آئی ہے کہ آندھرا پردیش کی موجودہ حکومت شراب کی پابندی اُٹھانے کیلئے اسی ماہ میں اسمبلی میں ایک بل پیش کرنے جارہی ہے بقول وزیر اعلیٰ آندھرا پردیش شراب کی پابندی کے باعث صوبہ کو کروڑوں روپے کا ناقابل برداشت خسارہ برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔

پس حقیقت یہ ہے کہ سیاسی سطح پر برائیوں پر پابندی کبھی بھی عوام کی فلاح و بہبود کیلئے نہیں لگائی جا سکتی بلکہ اس کے پیچھے کچھ مفادات کارفرما ہوتے ہیں جب وہ ختم ہو جائیں تو بُرائی پھر ویسے ہی شان و شوکت کے ساتھ جاری کر دی جاتی ہے۔

فیشن کے طور پر یا منافقت کے سہارے دُنیا سے بدیوں اور بُرائیوں کے خاتمے کی کوشش کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آہستہ آہستہ یہ برائیاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ انہوں نے اپنی تباہی و بربادی کے بیج اب عالمگیر سطح تک پھیلا دیئے ہیں۔ شراب تو شراب، اس کے علاوہ ایسے خوفناک زہریلے نشے بھی اب منظرِ عام پر آچکے ہیں جنہوں نے آجکل کے لاکھوں نوجوانوں کی لہلہاتی ہوئی جوانیوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔

یہ بھی بڑی عجیب بات ہے کہ اس وقت دُنیا میں جس قدر کاروبار ہو رہے ہیں اُن سب میں دو ہی کاروبار ایسے ہیں جنہوں نے تمام دُنیا میں اژدہا کی طرح اپنے خوفناک پھن کو پھیلایا ہوا ہے پہلا کاروبار تو مخلوق خُدا کی تباہی و ہلاکت کیلئے خوفناک و تباہ کار اسلحہ کی خرید و فروخت کا ہے جس کے ذریعہ امیر ممالک اپنے دجالی منصوبوں کے تحت غریب ممالک کا خُون چُوس رہے ہیں تیسری دنیا کے ممالک کو ایک منصوبہ کے تحت ایسی افراتفری، مصیبتوں اور آپسی چپقلشوں میں اُلجھا دیا گیا ہے کہ جس کے نتیجہ میں وہ اپنے ممالک میں رہنے والے غریب لوگوں کا پیٹ کاٹ کر اسلحہ خریدنے پر مجبور ہیں اور بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ یہ اسلحہ ایک غریب ملک اپنے ہی جیسے ایک دوسرے غریب ملک کو تباہ کرنے کیلئے خریدتا ہے اور مدّ مقابل بھی اپنے ملک کے غریبوں کو پریشان حال رکھ کر اپنے ساتھی غریب ملک کی تباہی کے لئے ہتھیار خریدتا اور اس پر فخر کرتا ہے کہ اس کے پاس اس وقت دُنیا بھر کے تباہ کار ہتھیار موجود ہیں۔

قارئین حیران ہونگے کہ خرید اسلحہ کا یہ خوفناک اور بدقسمت کھیل زیادہ تر منشیات کی دولت سے کھیلا جاتا ہے یعنی نشہ آور اشیاء جن میں ہیروئن اور دیگر خوفناک نشے ہیں کروڑوں روپے کی مالیت کے فروخت کئے جاتے ہیں جن سے ایک طرف نوجوانوں کی زندگیاں تباہ کی جاتی ہیں تو دوسری طرف اس مال سے اپنی ہی تباہ کاری کے لئے ہتھیار خریدے جاتے ہیں۔ پس یہ نشہ ہی ہے جس کے بیج سے آگے جنگ و جدل کا پودا پروان چڑھ رہا ہے۔ اس وقت پوری دُنیا میں اگر ایک سال میں ۱۲۰۰ بلین ڈالر کے اسلحے کا کاروبار ہوتا ہے تو اس سے نصف یعنی ۶۰۰ بلین ڈالر کا منشیات کا کاروبار ہوتا ہے اس لعنت کا زیادہ تر شکار شمالی امریکہ کے علاوہ لاطینی امریکہ کے ممالک ہیں جہاں کوکین، گانجا، ہیروئن، افیم، مارفین اور حشیش اور دیگر کئی طرح کے نشے رائج ہیں ان ممالک مین منشیات پر ہر سال ۱۳۰ بلین ڈالر خرچ ہوتے ہیں جبکہ اس کے مقابل پر اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو کا سالانہ بجٹ صرف ۷۵ ملین ڈالر ہے۔

ایشین ممالک میں اس بیماری کا زیادہ شکار سری لنکا تھائی لینڈ اور فلپائن ہیں صرف تھائی لینڈ میں چھ لاکھ خطرناک منشیات کے عادی ہیں جن میں سے ۸۰ فیصد ہیروئن کا استعمال کرتے ہیں سری لنکا میں یہ تعداد ۵۰ ہزار ہے جبکہ فلپائن میں یہ تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار ہے۔ جہاں تک ھندوستان پاکستان اور افغانستان کا تعلق ہے تو ھندوستان زیادہ تر پاکستان کے راستے افغانستان سے پہنچائی جانے والی زہریلی نشیلی اشیاء کا شکار ہوتا ہے۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان تین ہزار تین سو دس کلو میٹر لمبی بارڈر لائن کے ذریعہ نشیلی اشیاء ملک میں داخل ہوتی ہیں۔ اسی طرح بھارت اور برما سے ملحق ۱۸۰۰ کلو میٹر لمبی بارڈر لائن وطنِ عزیز کے صوبہ ارونا چل پردیش، ناگالینڈ اور منی پور کو نہایت بے دردی سے نشے کے خوفناک درندے کے پنجوں میں جکڑ رہی ہے نتیجہ کے طور پر انٹر نیشنل لیبر آرگنائزیشن (I.L.O) کے اندازے کے مطابق وطنِ عزیز بھارت میں پانچ ملین تک نوجوان خطرناک نشوں کے عادی ہو چکے ہیں اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہندوستان کے لاکھوں نوجوان ایسے ہیں جو مادرِ وطن کے کام آنے والی اپنی قیمتی زندگیاں زہریلے نشوں کے سُپرد کر چکے ہیں۔ (بلٹز ممبئی ۳/ اگست ۱۹۹۶ء)

ایک عجیب تباہ کن سرکل ہے کہ تیسری دُنیا کے ممالک کے غریبوں کو اپنے ہی جیسے غریبوں سے خطرہ درپیش ہے اور وہ اپنے ہی نوجوانوں کو نشے کی عادت ڈال کر اسلحہ حاصل کرتے ہیں اور غریب اس لئے منشیات کے عادی ہوتے جارہے ہیں کہ وہ غربت سے بیزار ہو کر اپنے آپ کو ان تباہ کاریوں میں ملوث کر لیتے ہیں۔

جہاں تک افغانستان اور پاکستان کا تعلق ہے اس ریجن میں نشہ آور اشیاء کے پھیلاؤ کیلئے سب سے بڑا مجرم پاکستان کا فوجی حکمران ڈکٹیٹر ضیاء الحق رہا ہے جو اپنے آپ کو محافظ ختم نبوت کہہ کر خلیفۃ المسلمین بننے کے خواب دیکھتا تھا چنانچہ پاکستان کے ایک سابقہ اٹارنی جنرل سینیٹر یحیٰ بختیار نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں برملا کہا کہ افغان جہاد کے نام پر جنرل ضیاء الحق نے پاکستان میں ہیروئن اور کلاشنکوف کلچر متعارف کرایا مزید کہا کہ جنرل ضیاء ایک ڈکٹیٹر، ظالم، اذیت پسند اور اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا منافق شخص تھا۔ جو اپنی رہائش گاہ پر اپنے دوستوں اور اپنے ہم پیشہ افراد کو شراب پیش کیا کرتا تھا۔

اس طرح پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف نے واشنگٹن پوسٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ افغانستان اور ہندوستان میں خفیہ فوجی کارروائیوں کے اخراجات پورے کرنے کیلئے پاکستان کے سابق آرمی چیف آف سٹاف جنرل اسلم بیگ اور انٹر سروسز انٹیلی جینس بیورو کے سربراہ جنرل اسد درّانی نے ہیروئن فروخت کرنے کا ایک مفصل پلان پیش کیا تھا اور انہوں نے یہ روپیہ بڑے پیمانے پر نشہ آور اشیاء کے سودوں سے اکٹھا کیا تھا۔ واشنگٹن پوسٹ نے ۱۹۹۲ء میں امریکی سنٹرل انٹیلی جنس ایجنسی کی رپورٹ کا بھی پتہ لگالیا تھا جس میں سی آئی اے کو وارننگ دی گئی تھی کہ نشوں کی لعنت پاکستانی معاشرہ کے بھاری طبقہ میں سرایت کر گئی ہے اور یہ کہ نشیلی اشیاء کے سمگلروں کے سرغنوں کا پاکستان کے کلیدی اداروں سے نزدیکی رابطہ ہے جن میں صدر اور ملٹری کی ایجنسیاں شامل ہیں۔

مذکورہ حقیقت افروز واقعات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آج کی دُنیا ایک عجیب ڈھنگ سے برائیوں اور گناہوں کی دلدل میں پھنس چکی ہے بظاہر جہاد اور ختم نبوت کی حفاظت کے پیچھے بھی منافقانہ چالیں کارفرما ہیں اور عوام کو دکھانے کیلئے اور معصوموں کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کیلئے صرف فیشن کے طور پر سیاسی اور ذاتی مفادات کی تکمیل کے لئے ہی برائیوں کو دُور کرنے کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔ یہی حال وطنِ عزیز بھارت کا ہے اور یہی منافقت ہمیں پڑوسی ممالک میں بھی نظر آتی ہے۔

برائیوں سے روکنا کسی سیاسی یا فوجی تنظیم کے بس کی بات نہیں بلکہ اس طرح تو برائیوں کا خوف بھی انسانوں کے دلوں سے ختم ہو رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ صرف اور صرف سچا مذہب ہی ہے جو انسانوں کے دلوں پر حکومت کرتا ہے اگر مذہب کی طرف سے کسی برائی کی نشاندہی کر کے اس سے روکنے کی نصیحت کی جائے اور ساتھ ہی اس برائی سے رُکنے کا فلسفہ بھی سمجھایا جائے تو اس مذہب سے تعلق رکھنے والے کسی حد تک اس بُرائی سے رُک سکتے ہیں لیکن بات کو سمجھانے والا انسان بھی دراصل ایسا ہونا چاہئے جس کا خدا سے براہ راست تعلق ہو تب ہی بات اثر کر سکتی ہے اور نصیحت کا مکمل فائدہ ہو سکتا ہے۔

ابھی یہ سلسلہ جاری ہے آئندہ گفتگو میں ہم مذاہب کے ہی حوالے سے شراب نوشی اور اس کے امتناع پر کسی قدر عرض کریں گے۔ (باقی)

(منیر احمد خادم)

مجاہدین وقف جدید کے نام

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا محبت بھرا پیغام

بھارت کے وہ خوش نصیب احباب جنہوں نے رمضان المبارک کے مہینہ میں سال رواں کا مکمل چندہ وقف جدید ادا کر دیا تھا ان کے اسماء بغرض دُعا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ارسال کئے گئے تھے۔ جس کے بارے میں حضور انور کا درج ذیل مکتوب گرامی موصول ہوا ہے۔

(ناظم وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

انا فتحنا لك فتحا مبینا

الیس اللہ بکاف عبدہ

خلیفۃ المسیح الرابع

امام جماعت احمدیہ

لندن

مکرم ناظم صاحب وقفِ جدید قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

VM 9407

چندہ وقفِ جدید کی سو فیصدی ادائیگی کرنے والوں کے اسماء کی فہرستیں ملیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء اللہ ان سب کے اموال و نفوس میں بہت برکت بخشے رزق میں فراخی عطا فرمائے اور دین و دنیا کی بھلائی نصیب ہو۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام۔

خاکسار

خلیفۃ المسیح الرابع

خطبہ جمعہ

اپنی اگلی نسلوں کی تربیت کریں۔ ان کو بار بار یہ بتائیں کہ عبادت کے بغیر تمہاری زندگی بالکل بے معنی بلکہ باطل ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۷ جنوری ۱۹۹۷ء مطابق ۱۷ صلح ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۴﴾
اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ
فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

(سورہ البقرہ: ۱۸۴ تا ۱۸۵)

رمضان مبارک شروع ہوئے سات دن گزر گئے۔ آج ساتواں روزہ ہے اور اس پہلو سے میں نے کچھ ایسی آیات اور کچھ احادیث اکٹھی کی ہیں، اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات بھی جن کے حوالے سے میں آپ کو رمضان سے متعلق مختلف باتیں سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ سات دن جو گزر گئے وہ تو گزر گئے، آئندہ کے لئے جو اہم باتیں ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئیں ان کا ان آیات کریمہ میں بھی ذکر ہے اور دوسری آیات میں بھی ذکر ملتا ہے۔ اور میری نظر اس وقت خاص طور پر اگلی نسل کی تربیت پر ہے۔ اس پہلو سے میں سادہ لفظوں میں رمضان کی بعض برکتیں حاصل کرنے کے آپ کو طریق سمجھاتا ہوں لیکن جو آیات تلاوت کی ہیں پہلے ان کا ترجمہ اور مختصر تفسیر پیش کروں گا۔

فرمایا "یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم" کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر بھی رمضان فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کیا گیا تھا۔ اور یہ جو مضمون ہے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا یہ عبادت کی تین قسموں پر مشترک ہے۔ ایک نماز، ایک حج اور ایک زکوٰۃ۔ یہ تین وہ عبادت کی بنیادی قسمیں ہیں جن کا تعلق ہر مذہب سے ہے اور قدیم سے اسی طرح چلا آیا ہے۔ ہر مذہب کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ ایسی مقرر ہے جہاں وہ اکٹھے ہوں اور کم سے کم زندگی میں ایک دفعہ اکٹھے ہو کر وہ خدا تعالیٰ کا ذکر بلند کریں۔ اور جگہوں کا انتخاب اس پہلو سے کیا گیا ہے کہ وہاں خدا کا کوئی بہت نیک اور بزرگ بندہ اللہ کی عبادت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر چکا تھا اور اسی فضا میں وہ سانس لیتا رہا، وہیں اس نے خدا کے لئے اپنے دین کو خالص کیا، اپنی تمام تر توجہات کو خدا کی طرف پھیر دیا تو اس کی یادیں خدا کی یادوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

اور خدا کو یاد کرنے کا بہترین ذریعہ اس مقام پر ذہن میں آتا ہے جس مقام پر ایک خدا کا خالص بندہ اس کی عبادت کرتا رہا۔ تو اسی لئے "مقام ابراہیم مصلیٰ" کی جو نصیحت ہے "واتخذوا من مقام ابراھم مصلی" (البقرہ: ۱۲۶) کہ تم بیت اللہ کے حج کے لئے جاؤ تو یاد رکھنا "واتخذوا من مقام ابراھم مصلی" کہ اپنی عبادتیں ویسی بنانا جیسی ابراہیم نے بنائی تھیں اور اس مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا جو ابراہیم کا مقام تھا۔ جس طرح اس نے اپنے آپ کو ان عبادتوں کے لئے وقف کیا۔ اس حج کا تعلق ایسے خدا کے نیک بندوں سے ہے جنہوں نے اپنے دین کو خدا کے لئے خالص رکھا اور کسی ایک جگہ وہ یا تو دھونی رما کے بیٹھ رہے یا بار بار وہاں آتے رہے اور اس جگہ کے ساتھ خدا کی عبادت کا تعلق مستقلاً ایک ایسے رشتے میں تبدیل ہو گیا جو توڑا نہیں جا سکتا۔ یعنی ہر قوم کے لئے وہ جگہ اور ذکر الٰہی گویا ایک ہی چیز کے دو نام بن گئے۔ جب یہ مقام کسی مقام کو نصیب ہو تو اسے پھر وہ حج کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔ اور ہر قوم کے لئے الگ الگ خدا تعالیٰ نے ایک مقام بنایا ہے اور اس کا تعلق اس قوم کے انبیاء اور بزرگوں سے ہے لیکن سب کے لئے اجتماعی طور پر خانہ کعبہ کو چنا گیا۔ اور اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بھی زندہ رکھا گیا۔ مگر اصل خانہ کعبہ کا مقصد توحید باری تعالیٰ کا وہ قیام تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ذریعے وجود میں آنی تھی۔ اسی لئے اسلام سے پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر کی پہلی اینٹ رکھی گئی مقصد یہی تھا کہ یہاں تمام بنی نوع انسان جمع ہوں گے۔ پس یہ مقصد اپنے تمام کو پہنچا ہے، اپنے کمال کو پہنچا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی بعثت کے ساتھ۔ تو عبادت کا جو مفہوم ہے اس میں حج ایک اہم حصہ ہے لیکن یہ زندگی میں ایک دفعہ کی عبادت ہے۔ اگر بار بار کی توفیق ملے تو زائد ہے ورنہ ایک دفعہ کی عبادت اگر ہو جائے تو یہ بھی بہت بڑی چیز ہے۔

دوسری عبادت جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نماز ہے جو ہر مذہب میں موجود ہے مختلف رنگ میں، مختلف شکلوں میں۔ اور تیسری روزے ہیں یعنی جیسا کہ اس مہینے میں ہم گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے روزوں کو تمام دوسرے مذاہب میں جو اسلام سے پہلے تھے کسی نہ کسی شکل میں ضرور فرض فرما دیا۔ پس رمضان میں ان تین عبادت کی قسموں کو ملحوظ رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے قرب کی کوشش کرنی چاہئے۔ حج تو ابھی بعد میں آئے گا مگر حج کے مقاصد ضرور رمضان میں پیش نظر رکھے جا سکتے ہیں۔ اور خانہ کعبہ کو تمام دنیا کا مرجع بنانا اس کے لئے اس رمضان میں بھی دعائیں ہو سکتی ہیں۔ پس اس پہلو سے ہم حج کے مقاصد بھی کسی حد تک پالیں گے اگر دعاؤں کے ذریعے حج کے اعلیٰ مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے بنی نوع انسان کو ان کی طرف مائل کرنے کے لئے التجائیں کریں۔ اور یہ بنی نوع انسان کا میلان یعنی ان کی توجہ اس طرف ہونا دعاؤں کے سوا ممکن نہیں ہے۔ پس اس پہلو سے رمضان میں حج کے مقاصد کے لئے دعائیں کرنا بھی داخل ہو جائے گا کیونکہ یہ عبادت کا ایک اہم حصہ ہے۔

یہ تین پہلو عبادت کے ہیں جن کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی **اگلی نسلوں کی تربیت کی کوشش کریں۔ ان کو بار بار یہ بتائیں کہ عبادت کے بغیر تمہاری زندگی بالکل بے معنی اور بے حقیقت بلکہ باطل ہے۔** ایک ایسی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاں کسی شمار میں نہیں آئے گی اس لئے جانوروں کی طرح یہیں مر کر مٹی ہو جاؤ گے۔ مگر فرق صرف یہ ہے کہ جانور تو مر کر نجات پا جاتے ہیں تم مرنے کے بعد جزا سزا کے میدان میں حاضر کئے جاؤ گے۔ پس یہ شعور ہے جسے ہمیں اگلی نسلوں میں پیدا کرنا ہے اور رمضان مبارک میں ایک۔ بہت اچھا موقع ہے کیونکہ فضا سازگار ہو جاتی ہے۔ رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ایسے چہرے بھی دکھائی دیتے ہیں، مسجدوں میں جو پہلے کبھی دکھائی نہیں دیئے اور ان کو دیکھ کر دل میں کسی قسم کی تحقیر کے جذبے نہیں پیدا ہونے۔ کیونکہ اگر کوئی انسان ان چہروں کو دیکھے اور تحقیر کی نظر سے کہ اب آگیا ہے رمضان میں، پہلے کہاں تھا تو میرا یہ ایمان ہے کہ ایسی نظر سے دیکھنے والے کی اپنی عبادتیں بھی سب باطل ہو جائیں گی اور ضائع ہو جائیں گی۔ کیونکہ اللہ کے دربار میں اگر کوئی حاضر ہوتا ہے، ایک دفعہ بھی حاضر ہوتا ہے، اگر آپ کو اللہ سے محبت ہے تو پیار کی نظر ڈالنی چاہئے اس پر اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس کو اور قریب کریں اور اس کو بتائیں کہ الحمد للہ تمہیں دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔ تم اٹھے، تکلیف کی ہے، پہلے عادت نہیں تھی، اب آگئے ہو۔ بسم اللہ، جی آیا نوں کہو اس کو اور اس کو پیار کے ساتھ سینے سے لگائیں تاکہ آپ کے ذریعے سے اور آپ کے اخلاص کے اظہار کے ذریعے

سے وہ ہمیشہ کے لئے خدا کا ہو جائے۔

یہ وہ طریق ہے جس سے آپ اپنے گھر میں اپنے بچوں کی بہت عمدہ تربیت کر سکتے ہیں۔ جب وہ صبح اٹھتے ہیں تو ان کو پیار اور محبت کی نظر سے دیکھیں، ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ ان کو بتائیں کہ تم جو اٹھے ہو تو خدا کی خاطر اٹھے ہو اور ان سے یہ گفتگو کیا کریں کہ بتاؤ آج نماز میں تم نے کیا کیا۔ کیا اللہ سے باتیں کیں، کیا دعائیں کیں اور اس طریق پر ان کے دل میں بچپن ہی سے خدا تعالیٰ کی محبت کے بیج مضبوطی سے گاڑے جائیں گے یعنی جڑیں ان کی مضبوط ہوں گی۔ ان میں وہ تمام صلاحیتیں جو خدا کی محبت کے بیج میں ہوا کرتی ہیں وہ نشو و نما پا کر کونپلیں نکالیں گی۔ پس رمضان اس پہلو سے کاشتکاری کا مہینہ ہے۔ آپ نے بچوں کے دلوں میں خدا کی محبت کے بیج بونے ہیں۔ اس طریق پر ان کی آبیاری کرنی ہے یعنی روزمرہ ان کو نیک باتیں بتا بتا کر کہ ان بیجوں سے بڑی سرسبز خوشنما کونپلیں پھوٹیں اور رفتہ رفتہ وہ بچے ایک کلمہ طیبہ کی صورت اختیار کر جائیں جس کی جڑیں تو زمین میں پیوستہ ہوتی ہیں مگر شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔

تو رمضان مبارک کو روزوں کے لحاظ سے جیسے گزارنا ہے وہ تو عام طور پر سب جانتے ہی ہیں مگر میں ان فائدوں پہ نگاہ رکھ رہا ہوں جو رمضان میں خاص طور پر ہجوم کر کے آجاتے ہیں اور اس وقت آپ اس ہجوم سے استفادہ کریں اور زیادہ سے زیادہ برکتیں لوٹ لیں۔ یہ مقصد ہے اس نصیحت کا جس کے لئے میں آج آپ کو متوجہ کر رہا ہوں۔ بعض لوگ جانتے ہیں کنکوے اڑائے جاتے ہیں مگر بسنت میں جو کنکووں کے اڑنے کا عالم ہے وہ چیز ہی اور ہو جاتی ہے۔ پس خدا کی یادوں کے لئے یہ مہینہ بسنت بن گیا ہے اور بار بار ذکر الٰہی کے جو گیت ہیں وہ گھر گھر سے بلند ہوتے ہیں۔ مختلف وقتوں میں اٹھتے ہیں، صبح شام تلاوت کی آوازیں آتی ہیں اور طرح طرح سے انسان اللہ کی یاد کو زندہ اور تازہ اور دائم کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ جو یاد آئے وہ پھر ہاتھ سے نکل نہ جائے۔

پس اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **"یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون"** رمضان کا مقصد کھیل تماشہ نہیں ہے۔ محض بھوکا رہنا، محض افطاری کر لینا یہ نہیں ہے۔ ایک مقصد ہے کہ تاکہ تم تقویٰ میں ترقی کرو اور اللہ تعالیٰ کا پہلے سے بڑھ کر دل میں خوف پیدا ہو اور پھر وہ ہمیشہ باقی رہے۔ اس کے بعد فرمایا ہے **"ایاماً معدودٰت"** - اس تعلق میں مختلف ترجمہ کرنے والے اور مفسرین اس کا جب فاعل ڈھونڈتے ہیں تو ان کو ایک دقت پیش آتی ہے **"ایاماً معدودٰت"** منصوب ہے۔ یعنی منصوب سے مراد یہ ہے جیسے کسی کو کہا جائے کہ فلاں چیز کو فلاں جگہ پھینک آؤ تو جس چیز کو پھینکیں گے وہ مفعول ہو جائے گی۔ وہ جگہ جہاں پھینکیں گے وہ مفعول ہو جائے گی تو فعل کا کرنے والا بھی تو کوئی ہونا چاہئے۔ اس لئے جب بھی ایسی علامتیں ظاہر ہوں جن کا تعلق مفعول ہونے سے ہے تو انہیں منصوب حالتیں کہا جاتا ہے، نصب کی حالت اور اس کا ایک فاعل تلاش کیا جاتا ہے۔

تو **"ایاماً معدودٰت"** کو قرآن کریم میں نصبی حالت میں پیش فرمایا گیا ہے "چند گنتی کے دن"۔ اس پر جو ترجمہ کرنے والے فاعل تلاش کرتے ہیں تو کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ روزے رکھو چند گنتی کے دن۔ لیکن "روزے رکھو" کو حذف سمجھتے ہیں جب کہ اس سے پہلے جو فعل گزر چکے ہیں اگر ان کے ساتھ اس کو ملایا جائے اور مفعول بنایا جائے تو پھر معنے بالکل غلط ہو جائیں گے۔ وہ اس طرح بنیں گے پھر کہ تم پر فرض کر دیئے گئے ہیں روزے جیسے کہ پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے **"لعلکم تتقون ایاماً معدودٰت"** کیونکہ فعل تقویٰ کا ہے صرف، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو گنتی کے چند دن۔ اب یہ تو مقصود ہو ہی نہیں سکتا قرآن کریم کا کہ روزے فرض کئے گئے ایسے کہ پہلی قوموں پر بھی ہر جگہ فرض کر دیئے گئے تھے، اتنی عظیم الشان چیز ہے صرف اس لئے کہ تم چند گنتی کے دن خدا کو یاد کر لو یا تقویٰ اختیار کر لو۔ تو یہ دقت ہے ترجمہ کرنے والوں کے پیش نظر۔ وہ سمجھتے ہیں کہ منصوب کے لئے ضرور پہلے ایسا فعل تلاش کرنا چاہئے جس میں فاعل بھی مذکور ہو "تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو" یہ فعل ہے جس میں فاعل بھی ہے۔ کون تقویٰ کرے؟ تم کرو۔ کتنے دن؟ چند گنتی کے دن۔ یہ تو غلط ہے کیونکہ "تقویٰ" کا تعلق تو زندگی بھر سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہمیشہ ان منصوبی حالتوں میں فاعل کی تلاش کی بجائے اسے اور معنوں میں پڑھتا ہوں جو عربی لغت کے لحاظ سے جائز ہیں اور منصوب بعض دفعہ غیر معمولی توجہ دلانے کی خاطر کیا جاتا ہے اس میں فاعل کی تلاش کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔ جب کہیں بچو کسی چیز سے مثلاً شیر کہہ دیا جائے یا سانپ کہہ دیا جائے یا بچھو کہہ دیا جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ "بچو" تو اس کو منصوب کر دیا جائے یا کسی اور ایسے موقع پر جب کسی چیز کی عظمت دلانی ہو تو اسے بھی منصوب کر دیا جاتا ہے تو اس کے لئے پہلے جملے میں کسی فعل اور اس سے تعلق رکھنے والے فاعل کی تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔

جب یہ معنے جو میں کرتا ہوں اس پہلو سے یہ مضمون یوں بنے گا **"لعلکم تتقون"** دیکھو تقویٰ کا فائدہ تمہیں اس سے پہنچے گا اور جہاں تک محنت کا تعلق ہے گنتی کے چند دن ہی تو ہیں۔ کیسا اچھا سودا ہے۔ چند روزہ محنت کرو گے تو ہمیشہ ہمیش کی فلاح پا جاؤ گے اور تقویٰ حاصل ہوگا جو پھر تمہارا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔ کیونکہ تقویٰ عارضی نیکی کے لئے استعمال ہو ہی نہیں سکتا۔ تقویٰ ایک مستقل چیز ہے جو انسان کے دل میں بس جاتی ہے اور ترقی کرتی رہتی ہے۔ تو "لعلکم تتقون" کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ تاکہ تم تقویٰ میں ترقی کرتے چلے جاؤ اور ہر رمضان تمہارا تقویٰ بڑھا کر جائے، ہر رمضان تمہیں خدا سے پہلے سے زیادہ قریب کر دے۔ یہ مقصد ہے رمضان کا اور اسی پہلو سے تمام گزشتہ مذہبی قوموں میں روزے فرض کئے گئے۔ اور ہے کیا؟ **"ایاماً معدودٰت"** چند گنتی کے دن ہیں ان میں جو زور لگانا ہے لگا لو۔ فوائد زندگی بھر کے اور محنت چند دنوں کی۔

پھر فرمایا **"فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفرٍ فعدۃ من ایامٍ اخر"** اور پھر سہولتیں بھی ایسی دے دی ہیں کہ یہ مہینہ مشقت کا مہینہ نہیں رہتا۔ فرمایا تم میں مریض بھی ہوں گے، سفر پر بھی ہوں گے ان کے لئے ہماری ہدایت یہ ہے کہ وہ دوسرے ایام میں روزے رکھ لیں۔ ایک مہینے میں روزے رکھنا فوائد اپنے ساتھ رکھتا ہے وہ ماحول پیدا ہو جاتا ہے جو الگ الگ روزے رکھنے سے پیدا نہیں ہوتا۔ جو برکتیں سب کی مل کر اکٹھا روزہ رکھنے میں ہیں وہ برکتیں الگ الگ روزوں میں نہیں ہیں۔ تو فرمایا اصل تو یہی ہے کہ اس مہینے کو جب پاؤ، جب اس کو دیکھو، جب تمہیں نصیب ہو جائے تو اسی مہینے میں روزے رکھو۔ لیکن اگر مریض ہو، بیمار ہو تو پھر بعد کے ایام کو بھی روزے پورے کرنے کے لئے استعمال کر سکتے ہو اور جب بھی توفیق ملے روزے رکھو **"من ایامٍ اخر"** یعنی رمضانی کے علاوہ بعد کے ایام میں۔

"و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" اس میں **"یطیقونہ"** کے متعلق میں تفصیلی بات پچھلے رمضان، اس سے پہلے بھی کر چکا ہوں اس وقت میرے پیش نظر یہ لفظ **"یطیقونہ"** کا استعمال نہیں ہے۔ سادہ ترجمہ اس کا یہ سمجھیں کہ جن لوگوں کو یہ توفیق ہو کہ وہ روزہ نہ رکھیں مگر روزے کا فدیہ دے سکیں وہ فدیہ دے دیں یا وہ لوگ جو یہ طاقت ہی نہیں رکھتے کہ روزہ رکھ سکیں وہ بعد میں روزہ چونکہ نہیں رکھیں گے اس لئے اس کے بدلے میں فدیہ دے دیں تو یہ دونوں معانی اور اس کے علاوہ بھی بعض معانی اس مضمون میں داخل ہیں۔

یہاں فدیہ کی بات میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ فدیہ کیا ہے؟ فرمایا **"فدیۃ طعام مسکین"** ایک مسکین کا کھانا ہے فدیہ۔ یعنی جو تم میں سے غرباء ہیں، نسبتاً مالی لحاظ سے کم توفیق رکھنے والے ہیں اور ان کے اندر مانگنے کی عادت نہیں خصوصیت سے وہ لوگ مساکین کہلاتے ہیں۔ مانگنے والے بھی اس حکم سے باہر نہیں جائیں گے مگر خاص طور پر نظر رکھنے کا حکم ہے **"فدیۃ طعام مسکین"** کا مطلب ہے تم نگاہ رکھو کہ ایسے مساکین جو تمہارے اردگرد رہتے ہیں، جن کو مانگنے کی عادت نہیں مگر تمہارا فرض ہے کہ ان تک پہنچو، ان کی تلاش کرو، ان کو یہ کھانا پہنچاؤ، یہ تمہارا فدیہ ہو جائے گا۔ فدیہ دراصل ایک چیز کو کسی مصیبت سے چھڑانے کے لئے دیا جاتا ہے۔ جب ان کے دشمنوں کے قیدی جب ان پہ فتح پاتے ہیں ان کے ہاتھ آجاتے ہیں تو ان کے پچھلے عزیز، رشتے دار وغیرہ کچھ رقم دے کر ان کو چھڑاتے ہیں تو جان چھڑانے کے لئے کسی

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

لو لاک لما خلقت الافلاک
ترجمہ۔ (اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا۔ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
منجانب۔ محتاجِ دُعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

مصیبت سے جو کچھ دیا جائے اسے فدیہ کہتے ہیں۔ اور جو چیز ضائع ہو جائے اور انسان کسی وجہ سے کسی نیکی سے محروم رہ جائے تو اس کی جو بلاء پڑتی ہے انسان پر۔ نیکی کا مہینہ آیا اور نیکیوں سے محروم رہ گیا اس بلاء سے بھی تو جان چھڑانی ہے کہ جو محرومی کا احساس ہے اور محرومی کے نتائج ہیں وہ تو پڑیں گے بہرحال۔ اس کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ فدیہ مقرر فرمایا ہے کہ تم بھوکے رہ کر خدا کی رضا کمانا چاہتے تھے، تمہیں خواہش کے باوجود بھوکے رہ کر خود خدا کی رضا کمانے کی توفیق نہیں مل سکی تو اس کا علاج دیکھیں کیسا عمدہ تجویز فرمایا۔ فرمایا بھوک میں کوئی بات نہیں ہے اصل تو تقویٰ ہے۔ اور اگر تم خدا کی خاطر کسی بھوکے کو کھانا کھلاؤ تو یہ تمہارے روزے چھٹنے کا فدیہ ہے۔ یعنی بظاہر انسان یہ سمجھتا ہے اس کا فدیہ یہ ہو کسی کو روزے رکھواؤ لیکن روزے رکھوانا فدیہ نہیں، بھوکے کو کھانا کھلانا فدیہ بن گیا۔

پس اس نیکی کو بھی نہ صرف اس مہینے میں رواج دینا ہے بلکہ اپنے بچوں کو خصوصیت سے بتانا چاہئے اور اس رمضان کے مہینے میں فدیے کا مضمون چونکہ بھوک سے تعلق رکھتا ہے بھوک کے حوالے سے سمجھانا چاہئے۔ اپنی اگلی نسلوں کو بتائیں کہ دیکھو تم خدا کی خاطر بھوکے رہے تھے تو کبھی یہ بھی سوچا کہ خدا کے بہت سے ایسے بندے ہیں جن کو روزمرہ ہی کھانے کی وہ توفیق نہیں ملتی جو تمہیں ملتی ہے۔ تم صبح اٹھ کے کھاتے ہو، دوپہر کو بھی کھاتے ہو، شام کو بھی، پھر اس کے علاوہ بھی، جب توفیق ملے جو صاحب حیثیت لوگ ہیں یا ان ملکوں میں رہتے ہیں جیسے انگلستان کے رہنے والے ہیں ان کے بچوں کو تو ہر وقت چرنے کی عادت ہوتی ہے۔ کوئی جیب میں چیونگم ڈال لیا، کوئی چاکلیٹ خرید لیا، کوئی بازار سے چپس لے لئے، فرائز خرید لیں۔ ہر وقت کچھ نہ کچھ ان کو ملتے رہنا چاہئے اور اکثر مل ہی جاتا ہے اور سب بچوں نے اپنی اپنی چیزیں سنبھال کے رکھی ہوتی ہیں اپنے تھیلوں میں کہ ہم یہ کھائیں گے۔ تو ان کو سمجھانا چاہئے کہ رمضان، آج کل کے مہینے میں تو روزے چھوٹے ہیں مگر بڑے سخت بھی آجایا کرتے ہیں۔ مگر آج کل بھی بچوں کو جو پابندی کا احساس ہے یہ نہیں کھانا، یہ تکلیف ضرور پہنچاتا ہے۔ پس آپ فدیہ کے حوالے سے ان کو سمجھائیں کہ خدا تعالیٰ نے دیکھو اگر روزے نہ رکھو تو فدیہ دینے کی اور غریبوں کو کھانا کھلانے کی تلقین فرمائی ہے۔ جس کا مطلب ہے روزے کا تعلق غریبوں کی بھوک سے بھی ہے۔ اور ساتھ یہ فرما دیا "فمن تطوع خيراً فهو خير له" کہ یہ صرف ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جن کے روزے چھٹ گئے ہیں۔ غریب کو کھانا کھلانا تو ایک دائمی مضمون ہے اور رمضان کے مہینے میں تو یہ خصوصیت سے غریب کو کھانا کھلانا ایک بہت بڑی نیکی بن جاتا ہے۔

"فمن تطوع خيراً فهو خير له" جو روزہ چھٹے یا نہ چھٹے اس مہینے میں نیکی کے شوق کی خاطر از خود غریبوں کو کھانا کھلانے کا انتظام کرتا ہے تو یہ اس کے لئے بہت ہی بہتر چیز ہے۔ تو اس حوالے سے غربت کو دور کرنے کی طرف متوجہ کرنا اور غریبوں کی نگہداشت کرنا، ان کا خیال رکھنا، ان کے دکھ بانٹنا یہ سارے وہ مضامین ہیں جو بڑی عمدگی کے ساتھ بچوں کو سمجھائے جا سکتے ہیں اور جب آپ سمجھائیں گے تو خود بھی آپ کو پہلے سے زیادہ اس طرف توجہ ہوگی۔ "فدية" کے متعلق صرف ایک مشکل یہ ہے کہ انگلستان میں اور یورپ اور امریکہ کے بہت سے دوسرے، یورپ اور امریکہ جیسے اور بھی کئی ممالک ہیں مثلاً جاپان ہے جو روزمرہ کے کھانے کو کوئی خاص اہمیت دیتے ہی نہیں، کیونکہ ان میں اکثر لوگ روزمرہ کے کھانے کی توفیق ایسی رکھتے ہیں کہ وہ زائد عیاشی اور عیش و عشرت کے لئے تو پیسے چاہتے ہیں کھانا ان کا مسئلہ ہی کوئی نہیں ہے جو مرضی کھائیں۔ اور اتنی کمائی ضرور کر لیتے ہیں کہ وہ آسانی سے پیٹ بھر سکتے ہیں۔ زوائد کے لئے، شرابیں پینے کے لئے، عیش و عشرت کے دوسرے سامانوں کی خاطر اگر کچھ نہ ان کو ملے تو وہ اس کو غربت سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کی توجہ اس طرف جاتی ہی نہیں کہ دنیا میں بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں آتی۔ اگر ایک وقت کی روٹی بھی میسر آجائے تو وہ بھی بڑی غنیمت سمجھی جاتی ہے۔

تو سوال یہ ہے کہ یہاں کیسے آپ کو یہ توفیق مل سکتی ہے "فدية طعام مسكين" کی۔ دو تین طریق ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو غریب ممالک ہیں ان کے لئے آپ فدیے بھیجیں۔ اگرچہ وہ ذاتی تعلق جو غریب کی براہ راست خدمت سے قائم ہوتا ہے وہ تو نہیں ہو سکے گا لیکن ایک کچھ نہ کچھ بدل تو ضرور ہے۔ پس اس مہینے میں اپنے بچوں کو بھی اس بات پر آمادہ کریں کہ اگرچہ روزے تم پر فرض نہیں، فدیہ فرض نہیں ہے مگر قرآن تو فرما رہا ہے "فمن تطوع خيراً" پس جو بھی نیکی شوق سے کرتا ہے، نفلی طور پر کرتا ہے تو اس کے لئے بہت بہتر ہے۔ تو کچھ **اپنے غریب بھائیوں کے لئے خواہ دنیا میں کہیں بھی بستے ہوں، ان کے لئے کچھ اپنے جیب خرچ سے نکالو اور روزمرہ کوئی نہ کوئی صدقہ خدا کی خاطر دے دیا کرو** تو اس طرح بچپن ہی سے ان کے دلوں میں غریب کی ضرورت کا احساس پیدا ہو جائے گا اور جو اپنی طرف سے، اپنے اکٹھے کئے ہوئے پیسوں میں سے کچھ دیں گے خواہ وہ معمولی رقم ہی کیوں نہ ہو وہ ان کے لئے ایک بہت بڑی رقم بن جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے دل پر نظر رکھتا ہے اور بعض دفعہ ایک بچے کا چھوٹا سا خرچ بھی اس کی ساری زندگی سنوار سکتا ہے۔

تو دیکھو رمضان میں کیسے اعلیٰ اعلیٰ مواقع آپ کو نصیب ہوتے ہیں اور کس طرح روزمرہ آپ کی اولاد کی تربیت آپ کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔ ایک ماحول بنا ہوا ہے، اٹھ رہے ہیں روزوں کے وقت، افطاری کے وقت اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اس وقت عام طور پر لوگ مختلف گپیں مار کے اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ سحری کے وقت بھی میں نے دیکھا ہے یہ رجحان ہے کہ ہلکی پھلکی باتیں کر کے تو ہنسی مذاق یا دوسری باتوں میں سحری کے وقت کو ٹال دیتے ہیں اور یا ضائع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح افطاری کا حال ہے۔ تو میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ **جہاں تک ممکن ہوسکے سحری اور افطاری کو تربیت کے لئے استعمال کریں اور تربیت کے مضمون کی باتیں کیا کریں۔** اور اعلیٰ بڑے دینی مقاصد کی گفتگو اگر بہت بوجھل ہو تو یہ چھوٹی چھوٹی روزمرہ کی باتیں یہ تو سمجھائی جا سکتی ہیں۔

پھر فرمایا ہے "و ان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون" کہ اگر تم روزے رکھو تو یہ بہت بہتر ہے "ان كنتم تعلمون" اگر تم اس بات کو جانتے۔ یہاں، جب اجازت دے دی ہے فدیہ کی اور اگر مریض ہو یا سفر پر ہو تو ہدایت یہ فرمائی ہے کہ پھر بعد کے ایام میں روزے رکھو تو سوال یہ ہے کہ پھر "و ان تصوموا خير لكم" کا کیا مطلب ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بیمار ہو تب بھی رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ سفر پر ہو تب بھی رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ ہرگز اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فدیے تو تم دے دو گے لیکن روزے نہیں اس سے کٹ جائیں گے، روزے کا فریضہ قائم رہے گا۔ اس لئے فدیہ دے کر یہ نہ سمجھو کہ روزے کے فرض سے تم بری الذمہ ہو گئے ہو۔ فدیہ دو اور وہ بھی تمہارے لئے بہتر ہے لیکن روزے اپنی ذات میں ایسے فوائد رکھتے ہیں کہ جب بھی تمہیں توفیق ملے تم ضرور رکھو۔

"و ان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون" کا ایک معنیٰ تو یہ ہے کہ تم اگر غور کرو تو یہ بات سمجھ لوگے کہ روزوں میں اور بھی بہت سی خیریں اور برکتیں ہیں اور اس سے فائدہ اٹھانا تمہارے اپنے فائدے کی بات ہے۔ لیکن "ان كنتم تعلمون" میں ایک مضمون کاش کا بھی پایا جاتا ہے۔ کہ اے کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ روزے میں کیا کیا فوائد ہیں۔ اور اگر یہ معلوم ہوتا تو "تطوع خيراً" کا مضمون روزوں کے ساتھ بھی چسپاں ہو جاتا۔ پھر تم کوشش کرتے کہ صرف رمضان کے فرض روزے ہی نہ رکھتے بلکہ "تطوع خيراً" کے تابع نفلی روزے بھی بہت رکھتے مگر تمہیں پتہ نہیں کہ روزے کے فائدے کیا کیا ہیں۔ اس نقطہ نگاہ سے روزے کے فوائد کے تعلق میں میں آپ کے سامنے چند اور باتیں

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR &
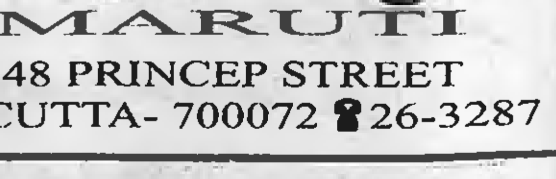
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

ارشاد نبوی ﷺ
اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ
ترجمہ۔ سخت غصے سے بچو۔
منجانب:۔ ممبران جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:۔
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگو لین کلکتہ 700001
فون نمبرز۔ 2430794,241652,248522

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
SONIKY
NIR
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

بھی رکھنا چاہتا ہوں۔

ایک تو ایسی بات ہے جس کا غریب ملکوں سے زیادہ امیر ملکوں سے تعلق ہے۔ غریب ملکوں میں فاقہ کشی کی مصیبت ہے جس کا ذکر فدیے کے تعلق میں میں نے کیا ہے۔ امیر ملکوں میں زیادہ کھانے کی مصیبت ہے اور غذا کی بہتات جو ہے اس نے مصیبت ڈالی ہوئی ہے۔ اس لئے یہاں کے جتنے بھی اشتہار اور پروگرام وغیرہ آپ دیکھتے ہیں ان میں یہ نسخے بتائے جاتے ہیں کہ موٹاپا کیسے دور کرنا ہے اور اس کے لئے نئی نئی ترکیبیں ایجاد ہو رہی ہیں، نئی نئی دوائیاں بن رہی ہیں۔ اب کسی بھوکے ملک میں جاکر آپ یہ اشتہار شائع کریں تو لوگ اشتہار پھاڑ کے اشتہار لکھنے والوں کی جان کے درپے ہو جائیں مگر یہاں یہی بیماری ہے۔ بہتات، کوئی چیز حد سے زیادہ دستیاب ہو پتہ نہ ہو کہ کیا کرنا ہے اس کا۔ اب پیچھے جب وہ ان کی کرسمس گزری ہے تو کھا کھا کے انہوں نے ستیاناس کر لیا اپنی صحت کا۔ دن رات چرنے کا شغل تھا کہ اس طرح کرسمس منائی جا رہی ہے۔ اور کسی نے کہا کہ سب کچھ، ساری دولت کرسمس کے دن گندی نالیوں میں بہا دینا یہ مدعا معلوم ہوتا ہے کرسمس کا۔ تو خدا تعالیٰ دونوں طرف نصیحت فرماتا ہے۔ ایک طرف ان لوگوں کے لئے جن لوگوں کے پاس نہیں ہے ان کے لئے کئی نصیحتیں ہیں رمضان میں اور پھر ان کے لئے بھی جن کے پاس بہت کچھ ہے بہت سی نصیحتیں ہیں۔ ایک یہ تھی جس کا میں نے ذکر کیا کہ اپنے غریب بھائیوں کا خیال کرو، روزے کی بھوک کی جب تکلیف پہنچے اس وقت سوچا کرو کہ خدا کے کتنے بندے ہیں جو روزمرہ کی معمولی ضرورتوں کے بھی محتاج بنے بیٹھے ہیں ان کے پاس کچھ نہیں ہے کھانے کو۔ اور پھر اس کے نتیجے میں جو تقویٰ پیدا ہو وہ ان چند ایام تک محدود نہ رہے بلکہ جیسا کہ میں نے قرآن کریم کی آیت سے استنباط کیا ہے وہ مستقل تمہاری دولت بن جائے۔

"ایاماً معدودات" کی تکلیف ایسے غریب بھائیوں کی تکلیف کا احساس دلائے جو ہمیشہ بھوکے رہتے ہیں کسی رمضان کی وجہ سے تو بھوکے نہیں رہتے۔ تو ایک عارضی تکلیف ایک مستقل راحت کا سامان پیدا کر دے گی۔ اور جو تمہیں سکون نصیب ہوگا غریبوں کو کھانا کھلا کر اور غریبوں کی خدمت کے ذریعے یہ سکون مستقل ہو جائے گا اور بھوک کی تکلیف عارضی تھی۔ پس دوسرا پہلو جو اس کا ہے تم اپنی صحت کا بھی خیال کرو۔ بھوکے رہتے ہو تو سارا دن یہ سوچ کر نہ گزارنا کہ جب روزہ ختم ہوگا تو پھر یہ یہ نعمتیں کھاؤں گا، اتنا زیادہ کھاؤں گا کہ سارے روزے کی کسر مٹا دوں گا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں "صوموا تصحوا" روزے رکھو تاکہ تمہاری صحت اچھی ہو اور صحت اچھی تبھی ہو سکتی ہے کہ اگر آپ روزوں سے یہ سبق سیکھیں کہ ہم جو بہت زیادہ کھایا کرتے تھے بڑی سخت بے وقوفی تھی رمضان نے ہمیں یہ کھانے کا سلیقہ سکھا دیا ہے۔ درحقیقت اس سے بہت کم پر ہمارا گزارہ ہو سکتا ہے جو ہم پہلے کھایا کرتے تھے تو اپنی خوراک بچاؤ اور اس کے ساتھ اپنی صحت کی حفاظت کرو۔

اب امر واقعہ یہ ہے کہ اس سے بہتر ڈائٹنگ کا اور کوئی طریق نہیں ہے جو روزوں نے ہمیں سکھایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ **روزے میں کھانا کم کرنا لازم ہے کیونکہ کھانا کم کئے بغیر جو اعلیٰ مقصد ہے روزے کا وہ پورا نہیں ہو سکتا۔** یعنی صرف یہ نہیں کہ کچھ وقت بھوکے رہنا ہے بلکہ دونوں کناروں پر بھی صبر سے کام لو اور نسبتاً اپنی غذا تھوڑی کرتے چلے جاؤ۔ فرماتے ہیں اس کے بغیر انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہو سکتی۔ ذکر الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی ایک روحانی غذا ہے اور روزمرہ کا کھانا ایک جسمانی غذا ہے۔ تو رمضان کی برکت یہ ہے یا روزوں کی برکت یہ ہے کہ وہ جسمانی غذا سے ہماری توجہ روحانی غذا کی طرف پھیر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی میں ایک لطف آنا شروع ہو جاتا ہے اور وہ روحانی لطف ہے جو آپ کی روح کو تر و تازہ کرتا ہے، اس کی مضبوطی کا انتظام کرتا ہے اور جسم پہ جو زائد چربیاں چڑھی تھیں ان کو پگھلاتا ہے۔

پس روزے کا امیروں کی صحت کے ساتھ بڑا بھاری تعلق ہے۔ لیکن اگر امیر روزے کا انتقام دونوں کناروں پر لیں یعنی جب افطاری کریں تو اتنا کھائیں اور ایسی ایسی عجیب نعمتیں کھائیں کہ عام روزمرہ دنوں میں بھی وہ نہیں کھاتے تھے تاکہ روزے کا بدلہ اتارا جائے۔ اور رات جو بیچ میں پڑے پھر دوسرے دن سحری کے وقت اس عزم کے ساتھ بیٹھیں کہ اب ہم نے بھوک کو قریب نہیں پھٹکنے دینا۔ اتنا کھائیں گے کہ صبح آنکھ کھلے تو عذاب بن جائے، معدے میں تیزاب ابل رہے ہوں، مصیبت پڑی ہوئی ہو اور پھر علاج سو کر کیا جائے تاکہ اور سوئیں اور اس مصیبت سے نجات ملے اور سو سو کر جس طرح بھی بن پڑے افطاری کا انتظار ہو۔ اگر یہ مقصد ہے رمضان کا اور روزوں کا تو یہ تو تمہیں پہلے حال سے بدتر کر کے چھوڑ جائے گا۔ اس لئے مقصد کو سمجھیں اور اس مقصد کو پیش نظر رکھیں۔ بچوں کو بھی سمجھائیں کہ اگر تم نے بھوک کا مزہ دیکھا ہی نہیں اور تمہیں یہ نہیں پتہ کہ بھوک کے وقت تمہیں ذکر الٰہی کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں وقت صرف کر کے جو بھوک کی بے چینی ہے اسے کم کرنا ہے۔

اب یہ جو مضمون ہے بدنی غذا کی کمی کا روحانی غذا کے ذریعے ازالہ کرنا یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی عمدگی کے ساتھ، بڑی تفصیل سے کھول کر ہمارے سامنے رکھا ہے۔ لیکن ایک اور بات میں آپ کو یہ بتادوں اس تعلق میں کہ یہ جو فدیہ ہے اس کے علاوہ بھی رمضان میں افطاریاں کرانے کا رواج چل پڑتا ہے جو بسا اوقات اس مقصد کے خلاف ہو جاتا ہے جو میں اب بیان کر رہا ہوں۔ وہ سمجھتے ہیں کھانا کھلانا، افطاری کرانا چونکہ ثواب کا کام ہے اس لئے ہم جتنی زیادہ سجا سجا کر افطاریاں کرائیں گے، لوگوں کو بھیجیں گے اتنا ہی ہمارا رمضان کامیابی سے گزرے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ افطاری کروانا ایک نیکی کا کام ہے اور غریب کو روزہ رکھوانا بھی ایک نیکی کا کام ہے۔ مگر قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایسی نیکی نہ کرو، فرماتا ہے، "لا یکون دولۃ بین الاغنیآء منکم" کہ جو خدا تعالیٰ نے تمہیں نعمتیں عطا فرمائی ہیں مختلف صورتوں میں۔ بعض دفعہ خدا تعالیٰ اس زمانے میں جہاد کے نتیجے میں بہت سی، کثرت سے دولتیں صحابہ کو عطا کرتا رہا تو اس کے مصارف کا بیان کرتے ہوئے یہ متوجہ فرمایا "کی لا یکون دولۃ بین الاغنیآء منکم" جب خدا تعالیٰ تمہیں باحیثیت بنائے، تمہارے اموال میں برکت دے تو تحفے دینے کا اس دولتمند ہونے سے یا خدا تعالیٰ کی نعمتیں حاصل ہونے سے طبعی تعلق ہے، ہر امیر تو یہ نہیں کرتا بعض امیر تو اور بھی کنجوس ہوتے جاتے ہیں، مگر عام طور پر جس کے اچھے دن آئیں جس کو خدا تعالیٰ کوئی نعمت عطا کرے وہ چاہتا ہے کہ اپنے بھائی کو بھی اس سے خوش کرے اس کا بھی حصہ ڈالے تو اس زمانے میں جب خدا تعالیٰ کسی قوم کے دن بدل رہا ہوتا ہے ان کو دنیاوی نعمتیں عطا کرتا ہے تو ایک دوسرے کو تحائف دینا ایک دوسرے کی ضرورتیں پوری کرنے کا جو رواج ہے یہ از خود تقویت پا جاتا ہے۔ اس تعلق میں فرمایا لیکن یہ یاد رکھنا "کی لا یکون دولۃ بین الاغنیآء منکم" یہ نہ ہو کہ تم امیروں کو ہی بھیجتے رہو چیزیں۔ **جب خدا نعمتیں عطا کرتا ہے تو وہ دولت جو امیروں کی سطح پر اوپر اوپر گھومتی رہے اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔** وہ تمہارے معاشرتی تقاضے ہیں تمدنی تقاضے ہیں۔ جب تم ایک خاص سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہو تو آپس میں ایک دوسرے کو تحفے دینا یہ خدا کی خاطر نہیں ہوا کرتا۔ **اگر خدا کی خاطر تحفے دینے ہیں تو اوپر سے نیچے کی طرف تحفے بہاؤ۔ اور وہ لوگ جو مجبور اور غریب ہیں اگر پوری طرح نہیں تو نسبتاً غریب ہیں ان کو دیا کرو۔** تو جہاں تک فدیے کا تعلق ہے یہ تو آپ باہر بھیج سکتے ہیں مگر افطاریاں باہر نہیں بھیج

BODY GROW GYM SANTOSH NAGAR — ARROW GYM CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ۔ محمد عبد السلیم نیشنل باڈی بلڈر انڈیا۔ حیدر آباد

وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی تمام ایکسر سائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم

تندرستی ہزار نعمت ہے

M. A. SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18-2-888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST- 500253 HYDERABAD (A.P.) INDIA
Ph. 040-219036 PAGER: 040-9612-14619 FAX: 040-239408

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر۔ 629443

C.K ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOOD FURNITURE
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

سکتے اور اس کا بھی بڑا رواج ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ افطاریاں اپنے سے امیروں کو یا اپنے ہم پلہ امیروں کو بھیجنے کی بجائے ڈھونڈیں کہ نسبتاً کون مسکین لوگ ہیں خدا کے اور یہ مسکینی جو ہے یہ ایک نسبتی چیز ہے۔ ضروری نہیں کہ ایسا غریب ہو کہ اس کو صدقہ ہی دیا جائے۔ حالات الگ الگ ہیں بعضوں کو کم ملتا ہے، بعضوں کو زیادہ ملتا ہے۔

تو وہ لوگ جو خدا کی خاطر کسی کو خوش کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ ڈھونڈیں ایسے لوگ جن کا کھانے پینے کا معیار روزمرہ کا اتنا اونچا نہیں جتنا ان کا ہے۔ اور وہ اگر ان کو بھیج دیں تو اس آیت کے مضمون کے مطابق وہ اپنے ہی جیسے دولتمندوں میں دولت کے چکر لگانے کے مترادف نہیں رہے گا۔ پس افطاریوں میں بھی بہتر یہی ہو کہ آپ اپنے ہمسایوں کو دیکھیں، اردگرد جگہ تلاش کریں اور [..] زمرہ واقف جو آپ کے دکھائی دیتے ہیں ان کو بھیجیں مگر صدقے کے رنگ میں نہیں۔ کیونکہ افطاری کا [..] ان سے وہ صدقے سے نہیں۔ افطاری کا تعلق محبت بڑھانے سے ہے اور رمضان کے مہینے میں اگر آپ [..] کھانا بنا کے بھیجتے ہیں تو طبعی طور پر محبت بھی بڑھتی ہے اور دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر آپ اس عزت اور احترام سے چیزیں کسی غریب کو یا ایسے شخص کو جو نسبتاً غریب ہے کہ اس میں محبت کا پہلو غالب ہو اور صدقے کا کوئی دور کا عنصر بھی شامل نہ ہو تو یہ وہ افطاری ہے جو آپ کے لئے باعث ثواب بنے گی اور آپ کے حالات بھی سدھارے گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس طرح اوپر اور نچلے طبقوں کے درمیان آپس میں محبت پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔

دوسرے افطاری کی دعوتوں سے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ افطاری ایک تو انسان بنا کر کسی کے گھر بھجوا دیتا ہے تاکہ اس دن دعا میں ان کو بھی شامل کر لیا جائے۔ وہ دیکھیں کہ فلاں نے ہم سے اتنا پیار اور محبت کا سلوک کیا تو رمضان کی دعاؤں میں ایک یاددہانی کا کام بھی دیتی ہے افطاری۔ مگر جب آپ افطاری کی دعوتیں کرتے ہیں تو بعض دفعہ بالکل برعکس نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ روزہ کھول کے انسان ذکر الٰہی میں مصروف ہو قرآن کریم کی تلاوت کرے جو تراویح پڑھتے ہیں وہ تراویح کے لئے تیار ہو کر جائیں اس کی بجائے مجلسیں لگ جاتی ہیں جو بعض دفعہ اتنی لمبی چل جاتی ہیں کہ عبادتیں بھی ضائع ہونے لگتی ہیں اور اگر اس دن کی عشاء کی نماز پڑھ بھی لیں وقت کے اوپر تو دوسرے دن کی تہجد کی نماز پر اثر پڑ جائے گا۔

تو اسی لئے میں تو ذاتی طور پر افطاریاں کرنے کا قائل ہی نہیں ہوں۔ ربوہ میں بھی میرا یہی دستور تھا کہ اگرچہ لوگ بہت اصرار کیا کرتے تھے مگر میں اسی اصرار کے ساتھ معذرت کر دیا کرتا تھا کہ رمضان کے مہینے میں یہ مشاغل کرنا اس قسم کے یہ میرے نزدیک رمضان کے مقاصد سے متصادم ہے، اس سے ٹکرانے والی بات ہے۔ تو جو افطاریاں ہو چکیں پہلے ہفتے میں ہو گئیں، آئندہ سے توبہ کریں اور مجالس نہ لگائیں گھروں میں۔ مجالس وہی ہیں جو ذکر الٰہی کی مجلسیں ہیں اور افطاری کی مجلسوں کو میں نے نہیں کبھی ذکر الٰہی کی مجلسوں میں تبدیل ہوتے دیکھا۔ پھر وہ سجاوٹ کی مجلسیں بن جاتی ہیں، اچھے کپڑے پہن کے عورتیں، بچے جاتے ہیں وہاں خوب پھر گپیں لگائی جاتی ہیں، کھانے کی تعریفیں ہوتی ہیں اور طرح طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور دوسرے دن اپنے تہجد کو ضائع کر دیتے ہیں اور پھر بےضرورت باتیں بہت ہوتی ہیں۔ تو افطاری کا جو بہترین مصرف ہے وہ یہی ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ حتی المقدور یعنی منع تو نہیں ہے کہ اپنے ہم پلہ لوگوں کو جو دولت کے لحاظ سے یا اپنے سے بہتر لوگوں کو بھی تحفہ دیں۔ قرآن کریم نے یہ منع نہیں فرمایا کہ آپس کے ایک ہی دائرے میں بالکل نہیں کچھ بھیجنا۔ یہ فرمایا ہے کہ وہیں کا نہ ہو رہو۔ ایسے تحائف نہ دو کہ صرف ایک طبقے کے لئے خاص ہو جائیں اور وہ ایک دائرے میں گھومتے پھریں اور اوپر سے نیچے کی طرف اور نیچے سے اوپر کی طرف حرکت نہ کریں۔ تو ایک صحت مند جو خدا تعالیٰ نے نظام جاری رکھا ہے VENTILATION کا وہ اس افطاری کے تعلق میں بھی پیش نظر رہنا چاہئے اور اس طرح اگر آپ کچھ نہ کچھ نئے لوگوں کو بھی ڈھونڈ لیں جو آپ کے دائرے سے باہر ہیں اور نسبتاً غریبانہ حالت ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ بات ایک مزید نیکی کا موجب بنے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں "حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا پھر رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور گناہ بخشے نہ گئے۔" یہ جو دو قسم کے انسانوں کا ذکر ہے دراصل یہ اللہ کے تعلق میں لازماً یہی مضمون ہے جو رمضان کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یہی مضمون ہے جو رمضان کے حوالے سے سمجھانا بہت ضروری تھا۔ اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے یہ جو بات بیان فرمائی ہے کہ والدین کو پایا اور گناہ بخشے نہ گئے اسی حالت میں رمضان گزر گیا یہ بہت ہی گہرا نکتہ ہے جس کا قرآنی تعلیم سے تعلق ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے **"قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئاً و بالوالدین احساناً"** تو کہہ دے کہ آؤ میں تمہیں وہ بات بتاؤں جو خدا تعالیٰ نے حرام کر دی ہے تم پر۔

ایک یہ کہ خدا کا شریک نہیں ٹھہرانا۔ اپنی عبادت کو اسی کے لئے خالص کر لو۔ دوسرا یہ کہ ماں باپ سے لازماً احسان کا سلوک کرنا ہے اور ماں باپ کی نافرمانی کر کے خدا کی ناراضگی نہ کما بیٹھنا تو شرک کا مضمون خدا تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا کہ میرا شرک کرو گے تو یہ بہت ہی بڑا گناہ ہوگا۔ حرام کر دیا ہے تم پر۔ لیکن ماں باپ سے جو احسان کرو گے وہ میرا شریک بنانا نہیں ہے۔ شرک سے نیچے نیچے اگر کسی کی عظمت خدا تعالیٰ نے قائم فرمائی ہے تو وہ ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی ہی نہیں اس سے بڑھ کر ان سے حسن سلوک کرنا ہے۔

پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ رمضان شریف میں دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں جو نہ خدا کو پاسکیں نہ ماں باپ کا کچھ کر سکیں رمضان گزر جائے اور ان دو پہلوؤں سے ان کے گناہ نہ بخشے گئے ہوں تو یہ دو الگ الگ چیزیں نہیں ایک دوسرے کے ساتھ مربوط چیزیں ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ کا سب سے بڑا احسان ہے اور اس احسان میں اور کوئی شریک نہیں ہے۔ یعنی اس نے آپ کو پیدا کیا اس نے سب کچھ بنایا اور ماں باپ بھی اس میں شریک ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ ماں باپ کو بھی اسی نے بنایا اور ماں باپ کو جو توفیق بخشی آپ کو پیدا کرنے کی وہ اسی نے پیدا کی ہے، اپنے طور پر تو کوئی کسی کو پیدا کر ہی نہیں سکتا اپنے زور سے۔ ایک معمولی سا خون کا لوتھڑا بھی انسان پیدا نہیں کر سکتا اگر خدا تعالیٰ نے اس کو ذرائع نہ بخشے ہوں۔

تو پہلا مضمون یہ ہے کہ اللہ خالق ہے اس لئے اس کا شریک ٹھہرانے کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے۔ اور سب سے بڑا ظلم ہے کہ خدا جس نے سب کچھ بنایا ہو اس کو نظرانداز کر کے نعمتوں کے شکریے دوسروں کی طرف منسوب کر دیئے جائیں۔ پھر اس تخلیق کا اعادہ ماں باپ کے ذریعے ہوتا ہے اور پھر ماں باپ کے ساتھ آپ کا وجود بنتا ہے۔ اگر ایک تخلیق کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ احسان کا سلوک کریں گے تو جو عظیم خالق ہے لازماً اس کے لئے بھی دل میں امتنان اور احسان کے جذبات زیادہ زور کے ساتھ پیدا ہوں گے اور پرورش پائیں گے۔ پس یہ دو مضمون جڑے ہوئے ہیں۔

جو ماں باپ کے احسان کا خیال نہیں کرتا اور جواباً ان سے احسان کا سلوک نہیں کرتا اس سے یہ توقع کر لینا کہ وہ اللہ کے احسانات کا خیال کرے گا، یہ بالکل دور کی کوڑی ہے۔ پس ماں باپ کا ایک تخلیقی تعلق ہے جسے اس مضمون میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔ اور رمضان مبارک میں اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مقصد خدا تعالیٰ کو پانا قرار دے دیا ہے اور خدا تعالیٰ کو حاصل کرنا بنیادی مقصد بیان فرمایا ہے۔ پس اس تعلق سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جو سب سے زیادہ قرآن کا عرفان پلائے گئے آپ نے یہ مضمون ہمارے سامنے اکٹھا پیش کیا کہ رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھاتے وقت ہر قسم کے محسنوں کا احسان اتارنے کی کوشش کرو۔ ماں باپ کا احسان تو تم اتار سکتے ہو ان معنوں میں کہ تم مسلسل ان سے احسان کا سلوک کرتے رہو، عمر بھر کرتے رہو۔ اگر احسان نہ بھی اترے تو کم سے کم تم ظالم اور بےحیا نہیں کہلاؤ گے تمہارے اندر کچھ نہ کچھ یہ طمانیت پیدا ہوگی کہ ہم نے اتنے بڑے محسن اور محسنہ کی کچھ خدمت کر کے تو اپنی طرف سے کوشش کر لی ہے کہ جس حد تک ممکن تھا ہم احسان کا بدلہ اتاریں۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کا بدلہ نہیں اتارا جا سکتا اور ایک ہی طریق ہے کہ ہر چیز میں اپنی عبادت کو اس کے لئے خالص کر لو، اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔ اب یہ جو مضمون ہے کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اس کو انشاء اللہ میں آئندہ خطبے میں آپ کے سامنے بیان کروں گا اور اس حدیث کے حوالے سے باقی مضمون انشاء اللہ اگلے خطبے میں آپ کے سامنے کھولوں گا۔ تو اس طرح میں چاہتا ہوں کہ رمضان کے مہینے کے خطبوں میں رمضان کے فلسفہ، اس کی روزمرہ کی افادیت اور اس کے تقاضے پورے کرنے کے طریق آپ کو سمجھانے کی کوشش کروں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون 649-04524

STAR CHAPPALS
☎ 5457153
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

کیا جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ نے "قادیانیوں" کو غیر مسلم قرار دیا ہے؟

سینکڑوں صفحات پر مشتمل عدالتی فیصلوں پر مبنی تجزیاتی رپورٹ

(دوسری قسط)

(رشید احمد چودھری)

شیخ ناظم محمد اور MJC کی اس فیصلہ کے خلاف اپیل

اس فیصلے کے خلاف شیخ ناظم محمد اور مسلم جوڈیشل کونسل نے سپریم کورٹ آف ساؤتھ افریقہ اپیل ڈویژن میں اپیل کردی۔

اپیل کنندہ نمبر ۱: شیخ ناظم محمد

اپیل کنندہ نمبر ۲: مسلم جوڈیشل کونسل

مدعا علیہ: شیخ عباس جسیم

پانچ ججوں نے اس اپیل کو سنا۔ سماعت ۲۱، ۲۲، ۲۴، ۲۵، ۲۸ اور ۲۹ اگست کو ہوئی اور فیصلہ ۲۶ ستمبر ۱۹۹۵ء کو سنایا گیا۔

JUDGES: HOEXTER, SMAL BERGER, SLEYN, MARAIS, SCHUTZJJA.

اس مقدمہ کے فیصلے کے بعد پاکستانی اخبارات میں مولویوں کے دھڑادھڑ بیانات شائع ہوئے کہ جنوبی افریقہ کی عدالت نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ آئیے دیکھیں کہ مقدمہ کیا تھا اور فیصلہ کیا ہوا اور اس فیصلے کا یا مقدمے کا جماعت احمدیہ جسے مولوی قادیانی قرار دے رہے ہیں کوئی تعلق بھی ہے یا نہیں۔

اس مقدمے کے فیصلے میں فاضل جج صاحبان نے لکھا کہ وکلاء کے دلائل اور ٹرائل کورٹ میں جن نقاط کو اٹھایا گیا اور کورٹ جس نتیجہ پر پہنچی ان سب باتوں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ تاریخ پر نگاہ دوڑائی جائے۔

فیصلہ میں احمدیت کی تاریخ اور حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر

"Hazrat Mirza Ghulam Ahmad ("Mirza") was born in what was then British India round about 1840 and died there in 1908.
He was born a Muslim and there is no doubt that throughout his life he regarded himself, and, at least until 1891, was widely accepted by his co-religionists, as a devout Muslim. He wrote prolifically in propagation of the Muslim faith and in particular defended it against what were, or were perceived by him to be, scurrilous attacks by some Christian missionaries on the Holy Prophet Muhammed.
...... He had founded his Ahmadiyya Movement in 1889 and for the next two years there was little, if any, opposition to it.

In 1891 Mirza wrote that Muslims were in error in believing Jesus Christ to be alive, or in his second coming. He proceeded to claim that he was the "Promised Messiah". This caused agitated opposition amongst a large number of Muslims, and especially Islamic religious leaders ("Mullas"). Those Mullas condemned Mirza of apostasy, since according to orthodox Muslim belief of the time there would be a second coming of Jesus Christ from heaven. Some controversy also arose because of Mirza's repeated claims to prophet hood. Here we should explain that according to Muslim belief, based on the Holy Quran the Holy Prophet was the last and final prophet, so that no prophet could arise after him.
Despite the opposition to it the Ahmadiyya Movement grew and in 1906 it claimed some three hundred thousand members and had spread into inter-alia Afghanistan, Egypt and Persia. But in 1914, six years after Mirza's death, the Movement split into two. Members of the first branch became known as the Qadiani Ahmadis and those of the second, under the leadership of Muhammed Ali, as the Lahore Ahmadis. (Page 4-6, Sheikh Nazim and MJC Vs Sheikh Abbas Jassiem, verdict given on September 26, 1995.)

"حضرت مرزا غلام احمد ۱۸۴۰ء کے لگ بھگ برٹش انڈیا میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۸ء میں وفات پا گئے۔ وہ پیدائشی طور پر مسلمان تھے اور اس بات میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ اپنی تمام زندگی میں انہوں نے خود کو مسلمان سمجھا اور کم از کم ۱۸۹۱ء تک دیگر مسلمان بھی اسے پکا مسلمان گردانتے رہے۔

انہوں نے دین اسلام کی اشاعت کے لئے بے پناہ لٹریچر تیار کیا اور خاص طور پر عیسائی مشنریوں نے رسول کریمؐ پر جو رذیل حملے کئے جو واقعۃً کئے گئے یا جن کو انہوں نے اسلام پر حملہ سمجھا ان کے خلاف اسلام کا دفاع کیا.........

انہوں نے احمدیت کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں رکھی اور اگلے دو سالوں تک کوئی مخالفت نہیں ہوئی۔

۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے لکھا کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ زندہ موجود ہیں اور وہی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے غلط ہے۔ انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کی کثیر تعداد ان کے خلاف ہوگئی خاص طور پر ملاں حضرات۔ ان ملاؤں نے مرزا صاحب کو مرتد قرار دیا۔ کیونکہ اس وقت جمہور مسلمانوں کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے دوبارہ اتریں گے۔

کچھ نزاع اس بات پر بھی بڑھا کہ مرزا صاحب نے بار بار نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہاں یہ بات قابل وضاحت ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ جو قرآن پر مبنی ہے اس کی رو سے پیغمبر اسلام آخری اور قطعی نبی ہیں ان کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آسکتا۔

مخالفت کے باوجود احمدیت پھیلتی گئی اور ۱۹۰۶ء تک تین لاکھ افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوچکے تھے اور یہ سلسلہ افغانستان، مصر اور ایران تک پھیل چکا تھا۔ مگر ۱۹۱۴ء میں یعنی مرزا صاحب کی وفات کے چھ سال بعد احمدیہ جماعت دو شاخوں میں بٹ گئی۔

پہلی شاخ کے ممبران قادیانی احمدی کہلائے جبکہ دوسری شاخ کے ممبران جو محمد علی کی لیڈرشپ میں تھے لاہوری احمدی کہلائے۔ (صفحہ ۴ تا ۶)

فتویٰ قاہرہ

"۱۹۴۴ء میں قاہرہ سے الازہر یونیورسٹی کے ریکٹر (RECTOR) کی طرف سے ایک فتویٰ شائع ہوا جو فتویٰ قاہرہ کے نام سے مشہور ہے اس میں لکھا گیا کہ قادیانی اپنے عقائد، عبادات اور سوشل تعلقات کے قوانین کی وجہ سے اسلام سے منحرف ہوگئے ہیں" (صفحہ ۸)

یہ فتویٰ یونیورسٹی کی ریسرچ کمیٹی جو سینئر پروفیسروں پر مشتمل تھی اور جس نے ریکٹر کی نگرانی میں رپورٹ تیار کی تھی اس رپورٹ کی بنا پر دیا گیا تھا فتویٰ میں لاہوری احمدیوں کا ذکر نہ تھا......

مگر رپورٹ کے آخر میں درج تھا کہ:

"لاہوری احمدی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک احمدی کو اجازت ہے کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھ لے مگر اس شرط پر کہ غیر احمدی امام مرزا غلام احمد صاحب کو مسلمان سمجھتا ہو۔ اس کے علاوہ لاہوری احمدی مرزا صاحب کو مسیح موعود بھی مانتے ہیں۔

اس لئے ہر وہ شخص جو قادیانی برانچ یا لاہوری برانچ کا ممبر ہو اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔"

(صفحہ ۸، ۹، ۱۰)

ساؤتھ افریقہ میں

مسلمانوں کی تاریخ

اب ہم ساؤتھ افریقہ کی طرف آتے ہیں۔ ۱۹۸۰ء کے دوران ساؤتھ افریقہ کے مغربی کیپ کے علاقہ میں دو لاکھ ۷۰ ہزار سنی مسلمان تھے جبکہ لاہوری احمدیوں کی تعداد عورتوں اور بچوں سمیت ۲۰۰ کے لگ بھگ تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصہ میں چند قادیانی بھی موجود تھے۔

مسلمانوں کے مذہبی معاملات کو نپٹانے کے لئے مغربی کیپ کے علاقہ میں مسلم جوڈیشل کونسل بنائی گئی تھی جو ۱۹۴۵ء میں معرض وجود میں آئی تھی اور اس کا ایک بانی ممبر شیخ عباس جسیم تھا۔ (صفحہ ۱۰)

یہ کونسل گاہے بگاہے ایسے شخص کو جو خود کو مسلمان کہتا مرتد بھی قرار دے دیتی تھی اور جیسا آئندہ ظاہر ہوگا ایسا اعلان کسی شخص کے سول اور سوشل حقوق پر اثرانداز ہوتا تھا۔

شیخ ناظم ۱۹۵۶ء میں مسلم جوڈیشل کونسل کا ممبر بنا پھر وہ اس کا چیئرمین بن گیا اور کچھ عرصہ بعد صدر بن گیا۔ (صفحہ ۱۱)

مرزا صاحب کے پیروکاروں کے خلاف پہلی ایجی ٹیشن ۱۹۶۰ء میں ہوئی۔ اس کی وجہ قادیانی لٹریچر تھا جس میں مرزا صاحب کو بطور نبی پیش کیا گیا تھا۔

اس پر مسلم جوڈیشل کونسل نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ مرزا صاحب کے تمام پیروکاروں پر مساجد کے دروازے بند کئے جانے چاہئیں اور ان کا حقہ پانی بند کر دینا چاہیے۔

شیخ عباس جسیم نے ۱۹۵۵ء میں ہی مسلم جوڈیشل کونسل کو خیرباد کہہ دیا تھا اور ۱۹۵۶ء میں وہ اپنے باپ کی وفات پر اس کی جگہ یاسین مسجد کا امام بن گیا تھا جس عہدہ پر وہ ۱۹۷۱ء تک رہا۔

اس مسجد میں ۱۹۶۵ء سے قبل ہی سے لاہوری احمدی نماز پڑھنے کے لئے آتے تھے، جسیم نے بھی ان کو ایسا کرنے سے نہیں روکا کیونکہ اس کے استفسار پر وہ خود کو مسلمان کہتے تھے اور کلمہ شہادۃ پڑھتے تھے۔

جسیم کا یہ فعل اس لئے تھا کہ اس کے نزدیک قرآنی حکم ہے کہ جو شخص مسلمان کہلاتا ہے اس پر مسجد کے دروازے بند نہیں کئے جا سکتے۔ (صفحہ ۱۲)

۱۹۶۵ء تک مسلم جوڈیشل کونسل کا قاہرہ سے فتویٰ موصول ہوگیا تھا۔ اس کونسل کے نزدیک یہ فتویٰ مستند تھا اس لئے اسکی بنا پر اس نے سرکلر جاری کرنے کا فیصلہ کیا جس میں مرزا صاحب کے پیروکاروں کو مرتد قرار دیا گیا۔

اس سرکلر کے جاری کرنے سے [illegible] مارچ ۱۹۶۵ء میں مسلم جوڈیشل کو[illegible] ایک وفد جسیم کے پاس گیا جو ابھی تک لاہوری احمدیوں کو اپنی مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دیتا تھا اور جسیم کو مسلم جوڈیشل کونسل میں دوبارہ شمولیت کی دعوت دی گئی۔

۲۸ مارچ ۱۹۶۵ء کو جسیم نے مسلم جوڈیشل کونسل کو ایک خط تحریر کیا جس میں اس وفد کی آمد کا ذکر کرکے کہا کہ اب مجھے کونسل کی طرف سے دوبارہ شمولیت کی دعوت دی جا رہی ہے، کیا

اس سے میں یہ مطلب نکالوں کہ اب مجھے مسلمان تسلیم کیا جا رہا ہے۔ مجھے خوشی ہوگی اگر کونسل اخبارات میں یہ شائع کرے کہ میں مسلمان ہوں کیونکہ اخبار مسلم نیوز میں نیز مساجد کے منبروں سے شیخ شارکی اور شیخ نجار نے مجھے مرتد قرار دیا ہوا ہے۔

اس کا کوئی جواب جسیم کو موصول نہیں ہوا.. .... مسلم جوڈیشل کونسل نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جسیم نے احمدیوں کی حمایت چھوڑنے سے انکار کر دیا ہے کیونکہ وہ ابھی تک لاہوری احمدیوں کو اپنی مسجد میں آنے کی اجازت دیتا ہے.....

اس بات کا اعلان کہ جسیم کو مرتد قرار دیا جا چکا ہے مئی ۱۹۶۵ء کی ایک میٹنگ جو کیپ ٹاؤن کی مسجد میں ہوئی، کیا گیا اور ۸ مئی ۱۹۶۵ء کو ان فیصلوں کی اطلاع تمام مساجد کے اماموں، شیخوں اور مسجد کمیٹی کے ممبران کو دی گئی۔

جسیم نے ان فیصلوں کو نظرانداز کر دیا۔

اگلے پانچ سال جسیم نے مذہبی طور پر اور معاشرتی طور پر الگ تھلگ گزارے۔ اس کی مسجد میں آنے والے کئی نمازی مسجد میں آنا چھوڑ گئے اور عام طور پر مسلمان اس سے کترانے لگے یہاں تک کہ اس کی اپنی بہنوں نے اس سے ملنا بند کر دیا۔

پھر ۱۹۷۰ء میں اسے مسلم جوڈیشل کونسل سے ایک خط موصول ہوا اس میں ایک میٹنگ میں شمولیت کی دعوت دی گئی تھی تاکہ اسے پھر مسلم جوڈیشل کونسل میں شامل کرنے کے لئے قائل کیا جا سکے۔

۱۹۷۱ء میں جسیم لوپ سٹریٹ مسجد کا امام بنا اور ۱۹۸۵ء تک اس عہدہ پر رہا۔

جب اسماعیل پیک نے عدالت میں درخواست دی کہ وہ مسلمان ہے اس لئے اسے مسلمانوں کے حقوق دلائے جائیں تو مسلم جوڈیشل کونسل کا موقف یہ تھا کہ ایک سیکولر عدالت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ ایک مذہبی تنازعہ کے بارہ میں فیصلہ صادر کرے۔

عدالت میں اس معاملہ کو اٹھانے سے پہلے ایک وفد جسیم کے پاس بھی گیا کہ وہ ایک پٹیشن پر دستخط کردے کہ عدالت ایسا فیصلہ نہیں کر سکتی تو جسیم نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ احمدیوں کو مسلمان سمجھتا ہے یا مرتد تو اس نے کہا کہ وہ احمدیوں کو مسلمان سمجھتا ہے۔

۲۰ نومبر ۸۵ء کو عدالت نے مسٹر پیک کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ جس کے متعلق ناظم نے پبلک میں کہا کہ وہ یہ فیصلہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ احمدیوں کو غیر مسلم ہی کہا جائے گا اور یہ کہ مسلم جوڈیشل کونسل اپنے اس موقف سے دستبردار نہیں ہوگی چاہے اس کے ارکان کو توہین عدالت کے جرم میں جیلوں میں بند کر دیا جائے۔

۳۱ دسمبر ۸۵ء کو جسیم کو ایک خط اور ڈرافٹ ملا ڈرافٹ میں یہ اقرار نامہ تھا کہ "میں احمدی نہیں ہوں بلکہ احمدیوں کو مرتد کافر سمجھتا ہوں"۔ جسیم نے اس کا جواب ۳ جنوری ۸۶ء کو دیا اور کہا کہ وہ احمدی نہیں ہے مگر ڈرافٹ پر دستخط کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اس پر اسے لوپ سٹریٹ کی مسجد کی امامت سے علیحدہ کر دیا گیا۔

مسلمان ہونے کے لئے

احمدیت سے انکار ضروری ہے

اپیل کنندگان کی طرف سے عدالت کو یہ بات بتائی گئی کہ کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا وہ مسلمان ہے یا نہیں دیگر چیزوں کے علاوہ احمدیت سے انکار بھی ہے۔ جس پر ٹرائل جج نے ناظم سے سوال کیا کہ فرض کرو کسی آدمی کے بارہ میں یہ افواہ ہے کہ وہ احمدی ہے اور وہ شخص مسجد میں آتا ہے، تم اسے سوال کرتے ہو اور کہتے ہو کہ مجھے یقین ہے کہ تم احمدی ہو افواہ یہ ہے کہ تم احمدی ہو اور وہ تمہیں وہی جواب دیتا ہے جو میں نے تجویز کیا ہے، تم اس کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟

جواب میں ناظم نے کہا:

"میں اس سے پوچھوں گا کہ کیا تم احمدی ہو اگر وہ نہ میں جواب دے تو پھر میں اسے کہوں گا کہ احمدیت کو برا بھلا کہو کیونکہ ایسا شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ یہ کافروں کا عقیدہ ہے اور اگر وہ احمدیت کی ملامت نہیں کرتا اور اس عقیدہ کو اسلام تصور کرتا ہے تو میں اسے احمدیوں کا ہمدرد سمجھوں گا"۔

عدالت: اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اسے احمدیت سے انکار کرنے پر ٹسٹ کرو گے؟

جواب: جی ہاں۔

عدالت: اور پھر تم اسے مسجد میں عبادت کی اجازت نہیں دو گے؟

جواب: بالکل صحیح۔

عدالت: اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی شخص کو مرتد قرار دینے کے لئے دو ضروری طریق کار ہیں۔

نمبر۱: اسکے بارہ میں تحقیق

نمبر۲: احمدیت سے انکار (جو اصل ٹسٹ ہے)

اپیل کنندگان کی طرف سے عدالت کو بتایا گیا کہ یہ طریق کار اسلام کا لازمی جزو ہے۔ (صفحہ ۱۵۳)

عدالت نے لکھا کہ وہ اس بارہ میں کوئی رائے نہیں دینا چاہتی نہ ہی یہ کہنے کے لئے تیار ہے کہ یہ طریق کار معقول یا منصفانہ ہے۔

(اسلام کو غیر معقول اور غیر منصفانہ ثابت کرنے اور تضحیک کا نشانہ بنانے والے بیانات دے کر ان ملاؤں کو بہت دلی راحت ہوئی ہوگی!! کیا اب بھی مسلمان ان مار آستین علماء سے اسلام کے احیاء کی امیدیں رکھتے ہیں؟؟ (مدیر))

مگر عدالت نے لکھا:

"One cannot deny the right to those who are legitimately charged with the protection of the Muslim faith to seek to safeguard what they consider to be the fundamental and critical tenets of their faith, and to excommunicate someone whose convictions and beliefs are in opposition to or not in conformity with, those principles. It would therefore be inappropriate for us to measure by conventional juridical standards the fairness or justifiability of declaring murtad a person who persists in adopting a neutral attitude towards Ahmadis, either because of his lack of knowledge as to what their beliefs are, or because he believes that the Quran enjoins that a person who is to all outward appearances a professing Muslim may not be debarred from attendance at a mosque, and that the sincerity of such a person's professed faith is a matter between him and Allah.

Turning more particularly to Jassiem's own attitude, his neutrality was partly due to lack of knowledge but predominantly due to his belief in the last mentioned proposition."

(Page 154, 155 Sheith Nazim and MJC vs Sheikh Abbas Jassiem judgement delivered September 1995)

ترجمہ: ایسے لوگوں کو جنہیں اسلام کی حفاظت کا قانونی حق دیا گیا ہے ان کے اس حق سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے مذہب کے ان عقائد کی حفاظت کے لئے اقدام کریں جنہیں وہ بنیادی اور اہم گردانتے ہیں اور ایسے شخص کو دین سے خارج کر دیں جس کے عقائد ان اصولوں کے خلاف ہوں یا ان کے مطابق نہ ہوں۔

اس لئے ہمارے لئے مناسب نہ ہوگا کہ ہم مروجہ قانونی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے شخص کے مرتد قرار دئے جانے کو صحیح یا انصاف کا طریق سمجھیں جو احمدیوں کے بارہ میں غیر جانبدارانہ رویہ رکھتا ہو خواہ اس کا یہ رویہ اس لئے ہو کہ اسے احمدیوں کے عقائد کا علم نہیں یا اس وجہ سے ہو کہ وہ یہ ایمان رکھتا ہے کہ قرآنی تعلیم کے مطابق ایسے شخص کو جو بظاہر مسلمان ہے مسجدوں میں داخلہ سے نہیں روکا جا سکتا اور جہاں تک ایسے شخص کے مبینہ ایمان کے خلوص کا تعلق ہے تو یہ معاملہ اس کے اور اس کے خدا کے درمیان ہے۔

(بحث کا رخ) جسیم کے اپنے رویہ کی طرف موڑتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا غیر جانبدارانہ رویہ ایک حد تک (احمدیت کے بارہ میں) علم کی کمی کے باعث تھا مگر غالب وجہ وہ تھی جو اوپر موخر الذکر اصول میں بیان کی گئی ہے۔

عدالت کے ذمے یہ ثابت کرنا تھا کہ آیا ناظم نے وہ توہین آمیز کلمات کہ "جسیم احمدی ہے یا احمدیوں کا ہمدرد" رمزی کی شادی کے موقع پر کہے ہیں یا نہیں اور پھر کیا یہ الفاظ مسلم جوڈیشل کونسل کی اتھارٹی اور منظوری سے ادا کئے ہیں۔

اپیل کورٹ کا فیصلہ

(۱) شیخ ناظم محمد کی اپیل مسترد کی جاتی ہے۔

(۲) مسلم جوڈیشل کونسل کی اپیل کامیاب قرار دی جاتی ہے۔

(۳) سپریم کورٹ کے ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء کے فیصلہ میں مندرجہ ذیل ترامیم کی جاتی ہیں:

(ا) شیخ جسیم کا مسلم جوڈیشل کونسل کے خلاف دعویٰ کہ اسے ناجائز طور پر امامت کی نوکری سے برطرف کیا گیا ہے اور اس کی توہین ہوئی ہے مسترد کیا جاتا ہے۔

(ب) شیخ جسیم کا شیخ ناظم کے خلاف ہتک عزت کا دعویٰ قبول کیا جاتا ہے اور شیخ ناظم کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ شیخ جسیم کو ۲۵ ہزار Rand ہرجانہ کے طور پر ادا کرے۔

(ج) کورٹ کے اخراجات کے فیصلہ جو ۳ جون ۱۹۹۱ء کو ہوا تھا مندرجہ ذیل ترمیم کی جاتی ہے:

اول: شیخ ناظم کو شیخ جسیم کے عدالت کے اخراجات کا ۸۵٪ ادا کرنا ہوگا۔

دوم: شیخ جسیم کو مسلم جوڈیشل کونسل کے عدالت کے اخراجات ادا کرنے ہوں گے۔

ججز کے دستخط

خلاصہ کلام

ان تینوں مقدمات کے فیصلوں کو جو ۳۵۲ ٹائپ شدہ صفحات پر مشتمل ہیں پڑھنے سے ایک چیز تو بالکل واضح ہے کہ جماعت احمدیہ جو خلافت سے وابستہ ہے اور جس کا مرکز ربوہ ہے وہ ان مقدمات میں فریق نہ تھی جو بھی معاملہ تھا وہ لاہوری احمدیوں کا تھا جس کا جماعت مبائعین سے ہرگز کوئی تعلق نہیں اس لئے مولویوں کا یہ پراپیگنڈہ کرنا کہ قادیانیوں کے خلاف جنوبی افریقہ کی عدالت نے فیصلہ کیا ہے صریحاً کذب بیانی ہے۔

جماعت احمدیہ ہمیشہ اس اصول پر قائم ہے کہ کسی ادارہ، اسمبلی یا عدالت کو ہرگز یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی فرد یا جماعت کے مذہب کے بارہ میں فیصلہ دے۔ وہ دنیا کی کسی عدالت یا حکومت کو اس امر کا مجاز یا مختار نہیں مانتی کہ وہ کسی فرد یا گروہ کے کفر یا ارتداد کا فیصلہ کرے یا کسی کو مسلمانی کا سرٹیفیکیٹ عطا کرے۔ مگر پاکستانی پریس میں جتنی بھی خبریں ساؤتھ افریقہ کی اپیل کورٹ کے فیصلہ کے بارہ میں شائع ہوئی ہیں ان سب میں درج ہے کہ ساؤتھ افریقہ کی سب سے بڑی

بدر کی شرح میں اضافہ

ہندوستان کے خریداران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کاغذ، کمپیوٹر کمپوزنگ، آفسیٹ پرنٹنگ اور دیگر اخراجات کے بڑھ جانے کے باعث اخبار بدر کی طباعت کے اخراجات بڑھ چکے ہیں۔ صیغہ بدر باوجود ان تمام زائد اخراجات کے اصل لاگت سے بھی کم قیمت پر اخبار بدر خریداران کو دیتا آ رہا ہے۔

اب ان موجودہ تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے صیغہ بدر نے یکم جولائی ۱۹۹۷ء سے بدر کی شرح میں مبلغ ۱۰۰/ روپے سالانہ چندہ سے بڑھا کر مبلغ ۱۵۰/ روپے سالانہ چندہ کر دیا ہے۔ خریداران مطلع رہیں کہ یکم جولائی ۹۷ء سے بدر کی شرح سالانہ ۱۵۰/ روپے ہوگی۔

(مینیجر بدر)

عدالت نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے چنانچہ روزنامہ "خبریں" لاہور اپنی ۲۸ فروری ۹۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"جنوبی افریقہ سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔

کیپ ٹاؤن میں قادیانیوں نے خود کو مسلمان تسلیم کرانے کی کوشش کی اور ہائیکورٹ میں درخواست دائر کر دی۔

ہائیکورٹ نے قادیانیوں کو مسلم قرار دیا تو مسلمانوں نے سپریم کورٹ سے رجوع کیا جس نے فیصلہ مسترد کر دیا۔

اسلام آباد (کے پی آئی) جنوبی افریقہ کی سب سے بڑی عدالت کے فل بنچ نے قادیانیوں کو مسلمان تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے قادیانیوں کے خلاف تاریخی فیصلہ دے دیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن میں مقیم قلیل تعداد میں قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمان تسلیم کرانے اور وہاں کی مساجد میں زبردستی داخل ہونے اور مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانیوں کو دفن کرنے کی کوشش کی جس پر کیپ ٹاؤن کی تمام مساجد کے آئمہ اور علماء پر مشتمل مسلم جوڈیشل کونسل نے قادیانیوں (احمدیوں) کے غیر مسلم ہونے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ حال ہی میں قادیانیوں نے اس کے خلاف کیپ ٹاؤن کی عدالت عالیہ میں مقدمہ دائر کر دیا جس میں بنیادی حقوق کا سہارا لے کر مطالبہ کیا گیا کہ عدالت ان کو مساجد میں داخلہ، مدارس سے استفادہ اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کے حقوق دلائے جس پر کیپ ٹاؤن کی عدالت عالیہ نے فیصلہ صادر کر دیا کہ قادیانی (احمدی لاہوری) چونکہ مسلمان ہیں لہٰذا ان کے مسلم حقوق بحال کئے جائیں۔ مسلمانوں نے عدالت کے اس فیصلہ کو مسترد کرتے ہوئے اس کے خلاف عدالت عظمیٰ میں اپیل دائر کر دی۔ یہ مقدمہ عدالت عظمیٰ کے پانچ ججوں پر مشتمل فل بنچ کے سامنے پیش ہوا اور اس کی طویل سماعت کے بعد عدالت عالیہ کی طرف سے قادیانیوں کو مسلم قرار دینے کے فیصلہ کو مسترد کرتے ہوئے واضح کیا کہ کسی کمیونٹی کے مذہبی عقائد کے بارے میں فیصلہ خود کمیونٹی کے علماء اور ماہرین عقائد ہی کر سکتے ہیں جو اس عقیدہ کے محافظ اور امین ہیں۔ سیکولر یا دنیاوی عدالت کے لئے غیر موزوں ہے کہ وہ فیصلہ صادر کرے کہ کون مسلمان ہے اور کون مرتد ہے۔ کسی فرد کو مذہب کے دائرہ سے خارج کرنے کا حق بھی علماء کو حاصل ہے۔"

(روزنامہ "خبریں" ۲۸ فروری ۹۶ء)

اور روزنامہ "پاکستان" لاہور کی ۲۹ فروری ۹۶ء کی اشاعت میں مولوی منظور چنیوٹی یوں بیان بازی کرتا ہے:

"جنوبی افریقہ میں عدالتی فیصلے کے بعد قادیانی ہٹ دھرمی چھوڑ کر اسلام قبول کر لیں۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے فیصلے کی خوشی میں کل یوم فتح مبین منایا جائے گا۔ مولانا چنیوٹی۔

انٹرنیشنل ختم نبوت کے سکرٹری جنرل مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ادارہ دعوت و ارشاد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ کے فل بنچ ججز کے اس فیصلہ کو سراہا ہے جس میں انہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے۔ انہوں نے مسلم جوڈیشل کونسل کے چیئرمین شیخ ناظم احمد اور کونسل کے دیگر مسلم وکلاء اسماعیل محمد اٹارنی احمد چوہان اور دیگر مسلمانوں کو اس عظیم کامیابی پر مبارکباد دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ فیصلہ اس لئے مزید تاریخی حیثیت رکھتا ہے کہ فیصلہ غیر مسلم حکومت کے غیر مسلم ججوں نے کیا ہے اور انہوں نے اسلام کے متفقہ فیصلہ، پاکستان کی قومی اسمبلی، پاکستان کی تمام اعلیٰ عدالتوں کے فیصلہ کی توثیق کر کے قادیانی تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی ہے۔ انہوں نے کہا جہاں یہ فیصلہ مسلمانوں کی عظیم کامیابی ہے وہاں قادیانیوں کو بھی غور و فکر کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنی ہٹ دھرمی اور ضد کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیں۔ مولانا نے کہا کہ اس خوشی میں یکم مارچ کو جمعہ کے روز پورے ملک میں یوم فتح مبین کے طور پر منانے کا اعلان کیا۔ چنیوٹ اور ربوہ میں مٹھائی حلوہ تقسیم کیا جائے گا۔"

آئیے ان خبروں کا تجزیہ کر کے دیکھیں کہ ان میں کتنے فیصد سچائی ہے اور کتنے فیصد جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۱

"سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا" (جلی سرخی)

حقیقت یہ ہے کہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ نے

(ا) نہ ہی بحیثیت مدعی جنوبی افریقہ کی کسی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا،

(ب) نہ ہی بحیثیت مدعا علیہ کسی ایسے مقدمہ میں ملوث ہوئی۔

(ج) نہ ہی بطور گواہ وہ کسی ایسے مقدمہ میں شریک ہوئی۔

اس لئے جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ قادیانیوں کے بارہ میں کوئی فیصلہ کیسے کر سکتی ہے۔ ایسا کہنا جماعت احمدیہ پر افترائے عظیم ہے۔

جھوٹ نمبر ۲

"کیپ ٹاؤن میں قادیانیوں نے خود کو مسلم تسلیم کرانے کی کوشش کی۔"

جماعت احمدیہ مسلمہ کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا سرٹیفکیٹ ہی کافی ہے۔ وہ کسی عدالت یا حکومت سے اپنی مسلمانی کا سرٹیفکیٹ لینا پسند نہیں کرتی۔

جھوٹ نمبر ۳

"قادیانیوں نے مساجد میں زبردستی داخل ہونے کی کوشش کی۔"

یہ بھی جماعت احمدیہ پر افتراء ہے۔ جماعت احمدیہ مسلمہ دنیا بھر میں مساجد بناتی ہے، انہیں اللہ کا گھر قرار دیتی ہے اور کسی شخص کو جو وہاں خدائے واحد کی عبادت کرنا چاہے، ہرگز نہیں روکتی۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس نے دوسروں کی مساجد میں زبردستی گھسنے کی کوشش کی، بالکل جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۴

"مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانیوں کو دفن کرانے کی کوشش کی۔"

سچ تو یہ ہے کہ جماعت احمدیہ جو خلافت حقہ سے وابستہ ہے اس نے تو تدفین کا حق یا مسجد میں داخلے کا حق یا اسی قسم کے دوسرے حقوق کا مطالبہ ہی نہیں کیا۔

جھوٹ نمبر ۵

"قادیانیوں نے ہائی کورٹ میں درخواست دائر کر دی۔"

حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ جس کا تعلق قادیان سے ہے اور خلافت سے وابستہ ہے، اس نے شروع ہی سے لاہوری احمدیوں کی اس مہم جوئی سے علیحدگی اختیار کر لی تھی چنانچہ "کیپ ٹائمز" مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۸۶ء میں وضاحتی اعلان کرایا گیا تھا کہ جماعت احمدیہ جس کا تعلق قادیان سے ہے ان مقدمات کا کوئی تعلق نہیں۔

جھوٹ نمبر ۶

"کیپ ٹاؤن کی عدالت نے فیصلہ صادر کر دیا کہ قادیانی مسلمان ہیں۔"

قارئین کرام آپ عدالت کا فیصلہ ملاحظہ فرما چکے ہیں اس میں مستغیث اسماعیل پیک تھا جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھتا تھا اس کا جماعت احمدیہ جس کا تعلق خلافت حقہ سے ہے اور جسے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی نسبت سے قادیانی جماعت بھی کہا جاتا ہے، ہرگز کوئی تعلق نہ تھا اور فیصلہ یہ ہوا تھا کہ اسماعیل پیک کو عدالت نے مسلم قرار دیا اور اس طرح ان تمام حقوق کا حقدار قرار دیا جو دیگر مسلمانوں کے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلم جوڈیشل کونسل کو ایسا لٹریچر شائع کرنے یا بانٹنے یا کسی اور طریق سے ممبران انجمن احمدیہ اشاعت اسلام (لاہور) ساؤتھ افریقہ کے خلاف جھوٹا، مضر، بغض و عناد سے بھرے ہوئے اور توہین آمیز لٹریچر کی اشاعت سے منع کر دیا۔ اسی طرح مسلم جوڈیشل کونسل کو اس بات سے بھی منع کیا کہ وہ اراکین انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کو کافر، مرتد قرار دیں یا یہ کہیں کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار نہیں دیتے اس لئے کافر ہیں وغیرہ۔ فیصلے میں کسی جگہ بھی قادیانی احمدی مسلمانوں کا ذکر نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۷

"مسلمانوں نے عدالت کے اس فیصلہ کے خلاف عدالت عظمیٰ میں اپیل کی۔"

حقیقت یہ ہے کہ مسلم جوڈیشل کونسل یا کسی مولوی نے عدالت کے اس فیصلہ کے خلاف اپیل نہیں کی اس لئے ۱۹۸۵ء میں ہونے والے اسماعیل پیک کے کیس کا فیصلہ کہ لاہوری احمدی مسلمان ہیں اپنی جگہ برقرار ہے۔

جھوٹ نمبر ۸

"عدالت عظمیٰ کے پانچ ججوں پر مشتمل فل بنچ نے طویل سماعت کے بعد عدالت عالیہ کی طرف سے قادیانیوں کو مسلم قرار دینے کے فیصلہ کو مسترد کر دیا۔"

یہ بھی سراسر ایک جھوٹ ہے۔ عدالت کے سامنے یہ مسئلہ تھا ہی نہیں کہ جماعت احمدیہ جس کا تعلق قادیان سے ہے وہ مسلمان ہیں کہ نہیں۔ اور کوئی فیصلہ اسے مسلمان قرار دینے کا ماتحت عدالت نے کیا ہی نہیں تھا۔ پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ عدالت عظمیٰ نے وہ فیصلہ مسترد کر دیا۔ یہ تو ایک جھوٹ کو بنیاد بنا کر اس پر دوسرا جھوٹ دوسرا جھوٹ گھڑا گیا ہے۔ درحقیقت اسماعیل پیک کے مقدمہ کے فیصلہ کے بعد ساؤتھ افریقہ کے ایک سنی مولوی شیخ عباس جسیم جو احمدیوں کو مسلمان سمجھتا ہے اور کسی زمانہ میں خود بھی مسلم جوڈیشل کونسل میں شامل رہ چکا ہے، اس نے ایک دوسرے سنی مولوی شیخ ناظم محمد اور مسلم جوڈیشل کونسل کے خلاف ہتک عزت کا دعویٰ دائر کیا اور کہا کہ شیخ ناظم محمد نے اسے "احمدی یا احمدیوں کا حمایتی" کہہ کر اس کی توہین کی ہے۔ اس مقدمہ کا فیصلہ ۱۹۹۰ء میں شیخ جسیم کے حق میں ہوا اور عدالت نے شیخ ناظم محمد اور مسلم جوڈیشل کونسل کو ہرجانہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ عدالت کے اس فیصلہ کے خلاف مسلم جوڈیشل کونسل اور شیخ ناظم محمد چیئرمین مسلم جوڈیشل کونسل نے اپیل کی جس کا فیصلہ ستمبر ۱۹۹۵ء میں ہوا۔

اپیل کورٹ کے فیصلے کے مطابق شیخ ناظم محمد کی اپیل نامنظور ہو گئی اور نچلی عدالت کا فیصلہ بحال رکھا گیا۔ البتہ مسلم جوڈیشل کونسل کی اپیل کامیاب قرار دے دی گئی اور مسلم جوڈیشل کونسل کے اس دعوے کو کہ اس نے شیخ ناظم محمد کو یہ توہین آمیز الفاظ کہنے کا اختیار دیا تھا، رد کر دیا گیا۔

چنانچہ اس فیصلہ کی رو سے یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ ایک ایسے سنی کو جو لاہوری احمدیوں کو مسلمان سمجھتا ہے کافر و مرتد قرار نہیں دیا جا سکتا مگر یہ کہنا کہ عدالت عالیہ نے قادیانیوں کو مسلم قرار دینے کا فیصلہ مسترد کر دیا، کسی صاحب ہوش کو زیب نہیں دیتا۔

کے پی آئی ایجنسی

یہ امر بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ پاکستانی پریس میں شائع ہونے والی ہر خبر ایک ہی خبر رساں ایجنسی کی معرفت شائع ہوئی ہے اور وہ کے پی آئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جھوٹ پر مبنی خبروں کی چیمپئن ایجنسی ہے

مولوی منظور احمد چنیوٹی

جہاں تک مولوی منظور چنیوٹی اور اسی قماش

درخواست دعا

میری ہمشیرہ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ آف ربوہ (پاکستان) عرصہ ۲ سال سے فالج کے حملہ سے شدید بیمار ہیں۔ اب حالات قابو سے باہر ہیں۔ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیا ہے۔ احباب جماعت سے محترمہ کی کامل شفایابی درازی عمر کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(نذیر احمد ٹیلر درویش قادیان)

کے دوسرے ملاؤں کا تعلق ہے ان کا تو گزارہ ہی جھوٹ پر ہے چنانچہ جن دنوں پیک کیس کا فیصلہ ہوا ان کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا۔

"مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی نے کہا ہے کہ قادیانیوں کو مسلم قرار دینے کے بارے میں جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کے غیر مسلم جج کے حالیہ فیصلہ کی کوئی دینی یا اخلاقی حیثیت نہیں ہے .... ایک غیر مسلم عدالت کی طرف سے انہیں مسلمان قرار دینے پر اصرار صریحاً جانبداری اور مسلمانوں کے دینی امور میں بے جا مداخلت ہے۔" (جنگ لندن ۴ دسمبر ۱۹۸۵ء)

اول تو اس خبر میں بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ملاں نے کذب بیانی سے کام لیا ہے کہ ساؤتھ افریقہ کی سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو مسلم قرار دیا ہے مگر اب، منظور چنیوٹی نے عدالت کی طرف ایک فرضی فیصلہ منسوب کرکے کہ "عدالت نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے"، غیر مسلم ججوں کے فیصلہ کو سراہ رہا ہے، اسے عظیم تاریخی فیصلہ قرار دے رہا ہے۔ فتح مبین قرار دے رہا ہے اور حلوہ اور مٹھائی بانٹنے کے اعلان کر رہا ہے۔

کیا خوب بات ہے فیصلہ ان ملاؤں کے خلاف ہو تو غیر مسلم جج دشمن قرار پاتے ہیں، ان کے پاس مقدمہ لے جانے کو طاغوت کے پاس فیصلہ کے لئے جانا قرار دیتے ہیں، ان کے خلاف تحریکات چلانے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ فیصلہ ملاؤں کے حق میں ہو تو وہی غیر مسلم جج مومن بن جاتے ہیں اور انہیں مبارکبادیں دی جاتی ہیں۔

ایسے ملاؤں کے حق میں اس سے زیادہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم پر رحم فرمائے جس کے ساتھ یہ ملاں جونکوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں اور اس کا خون نچوڑے جا رہے ہیں۔

مسئلہ کفر و ارتداد پر

عدالت کی رائے

شیخ عباس جسیم کے ہتک عزت کے مقدمہ کے فیصلہ میں صفحہ ۱۳۲ پر عدالت یوں رقمطراز ہے:

"For the purpose of the defamation action it is not necessary for this court to pretend to determine finally whether Ahmadis are Muslims or not, an exercise in comparative futility where the MJC and Nazim have already intimated that they regard this court's ruling on that score as irrelevant, and where the next legal tussle is already in the pipeline. I can no more compel belief that Ahmadis are Muslims than the Pakistani shariat court's ruling can compel belief that they are not."
(Judgement delivered on February 23, 1990, p.132)

ترجمہ: ہتک عزت کے ایکشن کے تعلق میں اس عدالت کے لئے ضروری نہیں کہ وہ حرف آخر کے طور پر فیصلہ کرنے کا تاثر دے کہ احمدی مسلمان ہیں یا نہیں۔ کیونکہ یہ دیگر لحاظ سے بھی ایک فضول مشق ہوگی اس لئے بھی کہ ناظم اور مسلم جوڈیشل کونسل نے پہلے ہی مطلع کر دیا ہے کہ وہ کورٹ کی اس ضمن میں رولنگ کو غیر متعلقہ سمجھتے ہیں اور جب کہ اس ضمن میں مزید قانونی جدوجہد کی تیاری ہو رہی ہے۔

میں اس سے زیادہ کسی کو یقین کرنے پر مجبور نہیں کرتا کہ احمدی مسلمان ہیں جتنا کہ پاکستان شریعت کورٹ کی رولنگ انہیں غیر مسلم ہونے کے یقین پر مجبور کرتی ہے۔

اور یہی عدالت صفحہ ۹۵ پر پروفیسر غازی کی دوغلی پالیسی کو بے نقاب کرتے ہوئے لکھتی ہے:

"Advocate de villiers' s comment to Ghazi 'You seem to make up the rules as you go along' or words to that effect, was not without foundation. Ghazi has dual standards for apostasy and almost everything else, one for Mirza and one for others."
(Judgement delivered on February 1990. P. 95)

ترجمہ: ایڈووکیٹ DEVILLIERS کا پروفیسر غازی پر یہ تبصرہ کہ تم جوں جوں آگے بڑھتے ہو، من گھڑت قوانین بناتے جا رہے ہو، یا اسی قسم کے الفاظ، بے بنیاد نہیں ہیں ارتداد کے بارے میں پروفیسر غازی کے دو پیمانے ہیں جس طرح دیگر تمام باتوں میں بھی ایک پیمانہ مرزا غلام احمد کے لئے اور دوسرا دیگر لوگوں کے لئے۔

اور اپیل کورٹ نے اس معاملہ میں یہ تبصرہ کیا:

"The trial court found it *unnecessary* to determine whether Mirza had been an apostate, but seem to have preferred Sher Muhammad's evidence to that of Ghazi, or to have considered the former's interpretation of Mirza's writings as being as plausible as that of Ghazi."
(Judgement delivered by Appellate Division of Supreme Court on 26th September 1995)

ترجمہ: ٹرائل کورٹ نے اس بات کا فیصلہ کرنا غیرضروری سمجھا ہے کہ آیا مرزا صاحب مرتد تھے یا نہیں یا یہ کہ مرزا صاحب کی تحریرات کی جو توضیحات شیر محمد نے کی ہے وہ اتنی ہی معقول ہیں جتنی کہ غازی کی توضیحات۔ البتہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے شیر محمد کی گواہی کو غازی کی گواہی پر ترجیح دی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلم جوڈیشل کونسل اور اس کی طرف سے پیش ہونے والے "مسلم سکالر" پروفیسر محمود غازی نے پورا زور لگایا کہ عدالت کسی طرح بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر و مرتد قرار دے تاکہ ان کے تمام پیروکاروں کو بھی کافر و مرتد کہا جا سکے مگر ان کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی۔ عدالتوں کے ریمارکس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق تو آپ پڑھ چکے ہیں اور آپ یہ بھی ملاحظہ کر چکے ہیں کہ اس سلسلہ میں پروفیسر غازی نے جو دلائل دئے عدالت نے ان کو بے معنی قرار دیا اور کہا کہ وہ اپنا کیس ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ مزید برآں اپیل کورٹ نے یہاں تک لکھ دیا کہ عدالت اس مسئلہ کے متعلق کوئی رائے دینا غیرضروری سمجھتی ہے کیونکہ اصل مقدمہ ہتک عزت کا ہے۔

ان ساری باتوں کے باوجود ایک ذی ہوش انسان کیسے اس بات پر یقین کر سکتا ہے کہ عدالت نے فیصلہ دیا ہو کہ احمدی غیر مسلم ہیں۔

دو متضاد خبریں

پاکستانی اخبارات نے یہ بھی لکھا ہے کہ "کسی سیکولر یا دنیاوی عدالت کے لئے غیرموزوں ہے کہ وہ فیصلہ صادر کرے کہ کون مسلمان ہے اور کون مرتد؟"

اس کے ساتھ ہی عدالت کی طرف یہ بھی منسوب کرنا کہ انہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔

کیا کوئی اس گتھی کو سلجھا سکتا ہے؟۔ خاص طور پر اس حقیقت کی روشنی میں کہ اسماعیل پیک کیس میں شیخ ناظم اور مسلم جوڈیشل کونسل نے عدالت کا بائیکاٹ صرف یہ کہہ کر کیا تھا کہ کسی سیکولر عدالت کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی شخص کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے پر فیصلہ دے اور اس اصول پر تمام امت کا اجماع بتایا گیا تھا بلکہ یہ بھی کہا گیا تھا کہ ایسی صورت میں غیر مسلموں کے پاس فیصلہ کے لئے جانا ایسا ہی ہے جیسے طاغوت کے پاس جانا مگر ابھی اس کیس کے فیصلے کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ وہ عدالت کے پاس گئے اور استدعا کی کہ احمدیوں کو غیر مسلم مرتد قرار دیا جائے جس پر عدالت نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ یہ اچھا امت کا اجماع ہے کہ جو کل تک یہ کہتے تھے کہ سیکولر عدالت کسی کے مذہب کے بارہ میں فیصلہ نہیں کر سکتی اب وہی عدالت سے استدعا کر رہے ہیں کہ احمدیوں کو کافر اور مرتد قرار دیا جائے۔

مذہب کے دائرہ سے

خارج کرنے کا حق

جہاں تک خبروں کے ان الفاظ کا تعلق ہے کہ "کسی کمیونٹی کے مذہبی عقائد کے بارے میں فیصلہ خود کمیونٹی کے علماء اور ماہرین عقائد ہی کر سکتے ہیں جو اس عقیدہ کے محافظ اور امین ہیں اور اس حق کو کوئی عدالت یا فرقہ سلب نہیں کر سکتا" اور "کسی فرد کو مذہب کے دائرہ سے خارج کرنے کا حق بھی علماء کو حاصل ہے۔"

اول تو عدالت کے فیصلے میں اس قسم کے الفاظ ہیں ہی نہیں مگر اگر ان کا یہی مفہوم لے لیا جائے جو مولوی کرتے ہیں تو یقیناً عدالت کے اس فیصلہ پر علماء کو واقعی بہت خوش ہونا چاہئے کیونکہ ایسا کوئی حق انہیں شریعت اسلامیہ ہرگز نہیں دیتی اور غیر مسلم ججوں نے انہیں یہ اختیار دیدیا ہے۔ بدنصیبی سے ان علماء کا آج یہی مستحسن کام رہ گیا ہے کہ لوگوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے تبلیغ کرنا پڑتی ہے، محنت کرنا پڑتی ہے مگر ان علماء میں اس کی نہ تو اہلیت ہے، نہ طاقت۔ لہٰذا تکفیر بازی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کو ہی یہ "اسلامی خدمت" گردانتے ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ملاں حضرات تو اس فیصلہ سے پہلے بھی اپنا یہ ناجائز حق استعمال کرتے تھے اور صورتحال یہ ہے کہ ہر فرقہ کے مولویوں نے سب دوسرے فرقوں کے خلاف کافر اور مرتد ہونے کا فتویٰ عائد کر رکھا ہے اس صورت میں تو دنیا کے تختہ پر ایک بھی مسلمان نظر نہیں آتا۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل لندن)

جماعت احمدیہ رشی نگر کی طرف سے ایک تبلیغی جلسہ کا انعقاد

مورخہ ۲۳ر فروری ۱۹۹۷ء بعد نماز ظہر جماعت احمدیہ رشی نگر کی جانب سے عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ یہ پارٹی جماعت احمدیہ رشی نگر کی جامع مسجد میں منعقد ہوئی۔ سبھی گاؤں کے افراد کو دعوت دی گئی۔ بعد تلاوت و نظم محترم مولوی عبدالحی صاحب معلم وقف جدید نے احباب کو احمدیت کا تعارف اور نبی اکرمؐ کی حسین تعلیم اور اسوۂ حسنہ پر بڑے ہی پر اثر الفاظ اور جامع انداز میں تقریر کی نیز امن آشتی بھائی چارہ اور انسانیت قائم کرنے کے سلسلے میں قرآن کریم، احادیث اور نبی اکرمؐ کی تعلیم کو بڑے ہی اچھے انداز میں بیان فرمایا۔ نیز مدعو غیر احمدی احباب کو جماعت احمدیہ کے اغراض و مقاصد سمجھائے جس سے تمام حاضرین جلسہ مطمئن ہوئے۔ اس کے بعد محترم ناصر احمد صاحب ندیم خادم سلسلہ نے اپنے خطاب میں نہایت ہی موئثر انداز میں جماعت احمدیہ کا تعارف بیان فرمایا۔ نیز قرآن واحادیث سے صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر روشنی ڈالی۔

صدارتی خطاب محترم صدر صاحب جماعت رشی نگر نے فرمایا۔ انہوں نے تمام غیر از جماعت دوستوں اور دیگر حاضرین کے سامنے اس بات کا اعلان فرمایا کہ اگر واقعی اس زمانہ میں اسلام کی تعلیم اور اسلامی جھنڈے کی حفاظت کرنے والی کوئی جماعت ہے تو وہ صرف جماعت احمدیہ ہے۔ انہوں نے غیر از جماعت مہمانانِ کرام کو جماعت میں شمولیت کی دعوت دی۔ موصوف نے دنیا کے موجودہ ابتر حالات کا واحد حل یہی بتایا کہ اگر تمام مسلمان یک جہتی کے ساتھ ایک ہی خلیفہ کی قیادت میں آگے بڑھیں تو تمام فتنہ و فساد اور غیر یقینی حالت ختم ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد مکرم سیّد ناصر احمد صاحب ندیم خادم سلسلہ احمدیہ نے اجتماعی دعا فرمائی اجتماعی دعا کے بعد مہمانانِ کرام کی چائے و دیگر لوازمات سے تواضع کی گئی۔ بعدہ جملہ مہمانانِ کرام کی خدمت میں جماعتی تعارفی لٹریچر خوبصورت پیکنگ کے ساتھ اور ایک ایک جماعتی کیلنڈر پیش کیا گیا۔ جو مہمانانِ کرام نے بڑی ہی خوش دلی کے ساتھ قبول فرمایا۔ اس طرح یہ بابرکت اور پُر وقار تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اس تقریب میں ۴۵ غیر از جماعت دوست اور علاوہ ازیں جملہ افراد جماعت رشی نگر شامل ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سعی کو قبول فرمائے۔ اور ان کے بہترین نتائج نکالے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ خدمات سلسلہ کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(محمد اسحاق گنائی معتمد مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105 | ✆ 01872- 20757

THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 | THURSDAY, | APRIL 3 TH 1997 | ISSUE NO - 14

ہومیو پیتھی طریق علاج کے متعلّق آسان اور مُفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر ۴۲)

کیمومیلا

CHAMOMILLA

کیمومیلا ایک ایسی بوٹی سے تیار کی جانے والی دوا ہے جو گندم اور مکئی کے کھیتوں میں اگتی ہے۔ اسے مختلف بیماریوں کے علاج میں استعمال کیا جاتا رہا ہے خصوصاً بچے کی پیدائش کے بعد رحم کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے مفید ہے۔ اکثر لوگ اس کی پتیوں کو بطور چائے بھی استعمال کرتے ہیں۔ ہومیوپیتھک میں اس کے تازہ پودے کو پھولوں سمیت پیس کر الکحل میں ملاکر دوا تیار کی جاتی ہے۔ یہ بہت حساس اور زود رنج بچوں کی دوا ہے جو بہت ضدی اور غصیلے ہوتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر ان کا پارہ آسمان سے باتیں کرنے لگتا ہے۔ بیمار ہو جائیں تو انہیں سنبھالنا مشکل ہوتا ہے جس طرح بھی بہلانے کی کوشش کریں غصہ کم نہیں ہوگا کوئی چیز مانگیں گے لیکن ملنے پر پھینک دیں گے کہیں جانا چاہیں تو وہاں پہنچ کر دھکے دیں گے کہ مجھے کیوں یہاں لائے ہو۔ غصہ کی حالت میں بدتمیز ہو جاتے ہیں اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ کیمومیلا کا مریض واقعتاً عام لوگوں کی نسبت تکلیف کو زیادہ محسوس کرتا ہے اس کی بیماریاں اعصاب اور جذبات سے تعلق رکھتی ہیں یہ بے انتہا حساس لوگوں کی دوا ہے جو بظاہر بدخلق بھی ہوں۔ اندرونی طور پر بے حد حساس ہوتے ہیں، خاموش رہتے ہیں لیکن معمولی سی بات پر بھی ایک دم غصہ میں آ جاتے ہیں، اعصابی تناؤ پیدا ہو جاتا ہے بظاہر بہت خاموش اور سست رو دکھائی دیتے ہیں۔ ایسے مریض کو کیمومیلا اونچی طاقت میں فوری فائدہ پہنچاتی ہے ایک تو احساسات نارمل ہو جاتے ہیں دوسرے باقی دواؤں کو کام کرنے کا موقع ملا جاتا ہے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ کوئی موڈ مریض پر سوار ہو تو جب تک وہ نارمل نہیں ہوگا اس وقت تک عام دوائیں جو فائدہ دینا چاہئے وہ نہیں پہنچائیں کیونکہ سارے جسم کی توجہ ایک خاص طرف ہو جاتی ہے انسانی ردعمل ایک توجہ کو چاہتا ہے۔ اگر خاص قسم کا مزاج دوا سے ٹھیک ہو جائے تو ضروری نہیں کہ اسی دوا سے بیماریاں بھی ٹھیک ہوں لیکن بعض مزاجی دواؤں سے بیماریاں بھی ٹھیک ہوتی ہیں مثلاً کیمومیلا کے اثر سے اس کی علامتیں رکھنے والے مریض کی بیماریاں اور مزاج دونوں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اگر کیمومیلا کا مریض ہو اور بعض علامتیں کیمومیلا کی نہ ہوں تو عین ممکن ہے کہ وہ بیماری ٹھیک نہ ہو۔ کیونکہ ہر دوا سو فیصد ایک آدمی کے مزاج کے مطابق نہیں بنائی جاتی اور اسکے سوا اور دواؤں کی ضرورت بھی پیش آسکتی ہے۔ انسانی جسم بہت ہی وسیع اور بہت پیچیدہ نظام رکھتا ہے۔ اس لئے بعض دفعہ ایک دوا کے بعد اور دواؤں کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ پس اگر مریض کا مزاج غیر معمولی طور پر برہم ہو یا مزاج میں یک طرفہ رحجان پایا جائے تو بہتر طریق علاج یہ ہے کہ پہلے اس رحجان کی دوا دے کر اسے نارمل کرنے کی کوشش کی جائے لیکن یہ اس صورت میں ہی ممکن ہے اگر بیماریاں لمبا عرصہ چلنے والی ہوں۔ فوری طور پر کوئی بیماری لاحق ہو جائے تو فوری طور پر ہی رحجان درست کئے بغیر دوا دینی پڑتی ہے، ایسا مریض جس کو مستقل بیماریاں لاحق ہیں پہلے ان کا مزاج درست کریں اس طرح کئی بیماریاں خود بخود دور ہو جائیں گی جو باقی رہ جائیں ان کا علاج مناسب دوا سے کرنا چاہئے۔

چونکہ کیمومیلا غیر معمولی حساس مریضوں کی دوا ہے اس لئے اس میں اعصابی بے چینی کی وجہ سے جھٹکے بھی لگتے ہیں اور عضلات پھڑکتے ہیں، شکنجے پڑتے ہیں۔ عضلاتی اور اعصابی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ کیمومیلا میں ان باتوں کے علاوہ کافیا، نکس وامیکا اور اوپیئم سے بھی کچھ مشابہتیں پائی جاتی ہیں۔ کافیا اور نکس وامیکا کا مریض بھی زود حس ہوتا ہے۔ اوپیئم کا مریض بظاہر بے حس، بے پرواہ اور غنودگی کی سی حالت میں رہتا ہے لیکن درحقیقت وہ اندرونی طور پر بہت حساس ہے۔ اوپیئم اگر زہر کے طور پر کام کرے تو مریض کا دماغ سخت مشتعل، بے چین اور بے سکون رہتا ہے اور اس کا پہلا ردعمل بے ہوشی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے دوسرا یہ کہ اعصاب میں تناؤ اور خشکی پیدا ہو جاتی ہے اور کیمومیلا کی بعض علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں اس لئے اوپیئم کے بعض مریضوں میں سخت غصہ پایا جاتا ہے۔ الگ تھلگ رہتے ہیں، تنہائی اور خاموشی کو پسند کرتے ہیں، ہر چیز اعصاب میں جھنجناہٹ پیدا کرتی ہے اور وہ بہت زود حس ہو جاتے ہیں۔

بچوں کو معمولی سی تکلیفوں اور بخار وغیرہ سے تشنج ہو جائے تو اس میں کیمومیلا کے علاوہ نکس وامیکا، کافیا اور اوپیئم بھی مفید ہوتا ہے، بڑوں میں بھی بعض دفعہ ملیریا یا کوئی اور بخار بہت زیادہ ہو جائے تو تشنج شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت سب سے پہلے نکس وامیکا دینا چاہئے کیونکہ اس میں دو جزو ایسے ہیں جن میں بخار کے جوش کے ساتھ تشنج بھی پایا جاتا ہے ایک کیوپرم اور دوسرا بیلاڈونا۔ اگر غصہ بہت نمایاں ہو تو کیمومیلا دیں اس کے علاوہ اگر اوپیئم کے مریض کی طرح غنودگی پائی جائے جس کی ایک پہچان یہ ہے کہ آنکھوں کی پتلیاں برابر نہیں رہتیں ایک پتلی سکڑ جاتی ہے اور ایک پھیل جاتی ہے چہرے پر گرد آلود سی تمتماہٹ جس میں سیاہی جھلکتی ہے نمایاں ہو جاتی ہے یہ سیاہی اوپیئم کی خاص علامت ہے اور اس کا مریض چہرے سے پہچانا جاتا ہے جلد بالکل خشک ہوتی ہے میٹھے کی خواہش بہت بڑھ جاتی ہے۔ اگر کہیں یہ سب علامتیں اکٹھی نظر آئیں تو اوپیئم کا خیال آنا چاہئے چونکہ زود حسی کی وجہ سے جھٹکے لگتے ہیں اور تشنج پیدا ہوتا ہے اس لئے نکس وامیکا، اوپیئم اور کافیا کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ کیمومیلا بچوں کی پیچش میں بہت اچھی دوا ہے۔ ایسی پیچش جو لیسدار اور سبز رنگ کی ہو جیسے گھاس کتر کر ڈالا ہو اگر بچہ غصیلا بھی ہو تو کیمومیلا ایسی پیچش کا علاج ہے۔ اپی کاک بھی اس پیچش کی اچھی دوا ہے۔ اس میں اجابت کی علامتیں کیمومیلا سے ملتی ہیں لیکن مزاج کا بہت نمایاں فرق ہے اگر گرمی کے موسم میں اچانک پیچش شروع ہو جائے اور خون بہنے لگے تو اپی کاک کے ساتھ ایکونائٹ ملا کر دینا چاہئے۔ یہ دونوں مل کر پیچش کی بہت طاقتور دوا بن جاتی ہیں۔ ایکونائٹ کی خاص پہچان خوف ہے۔ پس اگر مریض خوفزدہ ہو تو ایکونائٹ اور اگر غصہ میں ہو تو کیمومیلا اپی کاک کے ساتھ ملا کر دیں۔

کیمومیلا میں اکثر دردیں گرمی سے آرام پاتی ہیں سوائے دانتوں، چہرے کے اعصاب اور جبڑوں کے پٹھوں کے درد کے۔ تشنج کو گرم ٹکور سے آرام آتا ہے لیکن دانت اور جبڑے کے درد کو ٹھنڈ سے آرام ملتا ہے کیونکہ عموماً دانت کے درد میں اعصاب حساس ہو جاتے ہیں۔ کیمومیلا میں اعصاب کی زود حسی پائی جاتی ہے۔ حساس اعصاب کو گرمی پہنچے تو شدید تکلیف ہوتی ہے یہ کیمومیلا کی کوئی خاص علامت نہیں ہے بلکہ اعصاب کا اپنا مستقل مزاج ہے۔ دانت کے اعصابی ریشوں میں تناؤ اور حدت پیدا ہو جاتی ہے اور کوئی گرم چیز برداشت نہیں کر سکتے۔ ٹھنڈی چیز ان کو فائدہ دیتی ہے۔ جسم میں جہاں بھی اعصابی تکلیفیں ہوں اور اعصاب ننگے ہو جائیں وہاں گرمی شدید تکلیف پہنچاتی ہے۔ دانتوں کے معاملہ میں اعصاب کے کنارے ننگے ہو جاتے ہیں اور اعصاب مریض کے عمومی مزاج کو چھوڑ کر اپنا ذاتی مزاج دکھاتے ہیں اگر وہ چھپے ہوئے ہوں تو مریض کا مزاج ظاہر ہوگا۔ کیمومیلا کے مریض کے اعصاب ڈھکے چھپے ہوں تو اسے گرمی سے آرام آئے گا اگر اعصاب کے کنارے ننگے ہوں تو وہاں گرمی سے تکلیف ہوگی۔ یہ سب تفصیلات عموماً کتابوں میں درج نہیں ہوتیں۔ معالجین کو ذہانت اور باریک بینی سے سب علامات کا جائزہ لینا چاہئے تا کوئی الجھن دماغ میں نہ رہے اور صحیح دوا تک رسائی ممکن ہو جائے۔

کیمومیلا کے دانت درد میں ایک خاص بات یہ ہے کہ رات کو شروع ہوکر صبح تک غائب ہو جاتا ہے عموماً رات کے پہلے حصہ میں زیادہ تکلیف ہوتی ہے بارہ ایک بجے کے بعد جب رات صبح کی طرف پلٹ جائے تو درد ختم ہونے لگتا ہے۔ آرسنک کے دانت درد کا ساری رات سے تعلق ہے۔ کیمومیلا میں مسوڑھے سوج جاتے ہیں چھالے بنتے ہیں اور دانت مسوڑھوں کو چھوڑنے لگتے ہیں وہ لوگ جو دانتوں کی صفائی میں بداحتیاطی سے کام لیتے ہیں عموماً ان تکلیفوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

کیمومیلا کے مزاج کی یہ مستقل علامت ہے کہ اس کے مریضوں میں فراخ دلی کی کمی ہوتی ہے، طبیعت میں کسی قدر خساست پائی جاتی ہے اور دل چھوٹا ہوتا ہے کسی دوسرے کی پرواہ نہیں کرتے، کسی کی چھوٹی سی بات بھی نظرانداز نہیں کرتے کسی کی تکلیف کو محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں ہر وقت اپنی ہی ذات سے چمٹے رہتے ہیں اور صرف اپنا ذاتی مفاد پیش نظر رکھتے ہیں۔ اچانک غصہ آنا بھی ان کے مزاج کی مستقل علامت ہے۔

کیمومیلا کی تکلیفیں نیٹرم میور کی طرح صبح ۹ بجے زیادہ ہو جاتی ہیں بعض اوقات رات کو ۹ بجے بھی یہی علامت ظاہر ہوتی ہے۔ مریض کے کانوں میں شور کی آوازیں آتی ہیں، پٹاخے بجتے ہیں اور کان ہوا کے جھونکوں سے بہت حساس ہو جاتے ہیں اور تکلیفیں بڑھ جاتی ہیں حالانکہ مریض کھلی ہوا کو پسند کرتا ہے لیکن کانوں کو ڈھانپ کر باہر نکلتا ہے جو لوگ عام طور پر مفلر باندھ کر باہر نکلتے ہیں وہ یا تو بہت سردی محسوس کرتے ہیں یا ویسے ہی ہوا سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ اس سے ٹھنڈک میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن کیمومیلا کا مریض اس سے مختلف ہے وہ صرف کان کو ہوا سے بچانا چاہتا ہے، چہرہ نہیں ڈھانپتا۔

گلے میں درد، تشنج اور سوزش کے ساتھ طبیعت میں غصہ بھی ہو تو کیمومیلا بہترین دوا ہے کیمومیلا میں بہت شدید پیاس ہوتی ہے، کافی پینے کی وجہ سے نیند نہ آئے تو عموماً نکس وامیکا مفید ہے لیکن کافی کے بداثرات کو کلیتاً مٹانے کے لئے کیمومیلا زیادہ موثر ہے اور اس طرح کیمومیلا کے بداثرات کافی کی ہومیو پیتھی خوراک سے دور کئے جاسکتے ہیں یہ دونوں ایک دوسرے کی مصلح دوائیں ہیں یعنی ایک دوسرے کے اثر کو زائل کرتی ہیں۔ اگر گندے انڈوں کی بو والی گیس پیدا ہو اور ڈکار بھی ایسی ہی بو کے ہوں تو کیمومیلا اچھی دوا بتائی جاتی ہے۔

اکثر ایلوپیتھک ڈاکٹر درد کے احساس کو کم کرنے کے لئے مارفین استعمال کرتے ہیں خصوصاً دل کے دوروں میں درد کی شدت کو کم کرنے کے لئے بہت کثرت سے استعمال ہوتی ہے اس کے استعمال کے بعد ردعمل کے طور پر بہت الٹیاں آتی ہیں، کیمومیلا ان الٹیوں کو بند کرنے میں بہت مفید دوا ہے۔

کیمومیلا کے پیٹ درد میں مریض تکلیف کی شدت سے دہرا ہوتا ہے، یہ علامت کولوسنتھ میں بھی پائی جاتی ہے، دردیں ناقابل برداشت ہوتی ہیں، ناف اور جگر کے مقام پر درد ہوتا ہے۔ شدید غصہ کے دورہ کے بعد پیٹ میں تشنجی کیفیت پیدا ہوتی ہے، بدبودار ڈکار آتے ہیں، گرم اشیاء سے نفرت ہو جاتی ہے، زبان کا رنگ زردی مائل اور مونہہ کا مزہ کڑوا ہوتا ہے اگر قے آئے تو وہ بھی کڑوی ہوتی ہے، پیٹ میں بہت بوجھ محسوس ہوتا ہے۔

بعض عورتوں کو حیض کے خون میں لوتھڑوں کے بجائے چھیچھڑے سے آتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اندرونی جھلیوں کا ٹکڑا کٹ کر ساتھ آیا ہو اس خاص تکلیف کا کیمومیلا سے گہرا تعلق ہے اور یہ بہترین دوا ہے۔

کیمومیلا میں دوران حمل اور وضع حمل کے وقت تشنج ہو جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد بہت خون بہنے لگے تو اس میں بھی کیمومیلا کو یاد رکھنا چاہئے بعض دفعہ یہ اکیلی بھی اس ہیمرج کے لئے مفید ہوتی ہے جس کا بچے کی پیدائش کے بعد کوئی تعلق ہو اکثر عورتوں کو بچوں کو دودھ پلاتے ہوئے بھی جسم کے کسی حصہ میں تشنج ہو جاتا ہے۔ ٹانگوں یا گردن وغیرہ میں اینٹھن ہو تو کیمومیلا کی ایک دو خوراکوں سے ہی فائدہ ہوگا بلکہ یہ دوا بچے کے لئے بھی مفید ہوگی۔ دودھ پیتے بچے کو دوا دینی ہو تو اس کی ماں کو دے دی جائے جب وہ دودھ پلائے گی تو بچے کو فائدہ پہنچ جائے گا لیکن بعض اوقات ایسا نہیں ہوتا اس لئے براہ راست بھی دوا دینی چاہئے۔ اگر بچے کی بیماری کی علامتیں ایسی ہوں جو ماں کے عمومی مزاج کے مطابق ہوں یا ماں کو بھی ایسی بیماریاں ہوں تو پھر ماں کو دوا دینے سے دودھ کے ذریعہ بچے کو بھی فائدہ ہوتا ہے لیکن اگر دونوں کے مزاج مختلف ہوں کیونکہ بچہ اپنے باپ سے بھی مزاج لے سکتا ہے اس صورت میں باپ کو دوا دینے کا کوئی فائدہ نہیں بچے کو ہی دوا دینی پڑے گی۔ یہ میرا اندازہ ہے اس سلسلہ میں کوئی معین تحقیق نہیں کی گئی۔

کیمومیلا کھانسی کے لئے بھی مفید دوا ہے۔ بچہ کو سوتے ہوئے یا غصہ آنے پر کھانسی شروع ہو جائے تو کیمومیلا بہت اچھی دوا ہے۔ کالی کھانسی کی وبا پھیلی ہو تو کیمومیلا بہت اچھا اثر دکھاتی ہے۔ اگر مریض بچے کا مزاج غصے والا ہو تو کیمومیلا کام کرے گی لیکن اس کے بغیر بھی بعض موسمی کھانسیوں میں اثر دکھاتی ہے۔

دانت نکالنے کے زمانہ میں جب شیرخوار بچہ بہت ضدی، چڑچڑا اور بے چین ہو اسہال آتے ہوں تشنج بھی ہو جائے تو اس کے لئے کیمومیلا بہت مفید دوا ہے۔ اگر نیند میں بچہ روئے اور چیخے، ڈراؤنی خوابیں آئیں تو کیمومیلا دینی چاہئے۔

لجنہ اماء اللہ کانپور (یوپی) کا نیشنل یوم تبلیغ

نماز تہجد: مرکز سے آئی ہوئی ہدایت کے مطابق لجنہ اماء اللہ کانپور (یوپی) نے بھی مورخہ یکم دسمبر ۹۶ء بروز اتوار نیشنل یوم تبلیغ منایا جس کا آغاز دعاؤں اور نماز تہجد سے کیا گیا۔

اجتماعی دعا: محترم جناب محمد رشید صاحب صدیقی کے مکان پر پونے ۹ بجے سبھی لجنہ و ناصرات اجتماعی دعا کے لئے اکٹھا ہوئیں اور ٹھیک ۹ بجے صدر لجنہ نے دعا شروع کروائی ۹ بجکر ۵ منٹ تک دعا ہوئی جو بہنیں بیماری یا کسی مجبوری کی وجہ سے نہ آسکیں انہوں نے اپنے اپنے طور پر ٹھیک اسی وقت اپنے گھروں میں ہی دعائیں کیں۔

تربیتی و تبلیغی جلسہ: یکم دسمبر بروز اتوار شام کو ایک تربیتی و تبلیغی جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس میں ۲۲ ممبرات شامل ہوئیں۔ سب سے پہلے تلاوت قرآن مجید و نظم ہوئی، گلریز بانو نے انفاق فی سبیل اللہ کے عنوان پر تقریر کی۔ بعدہ، وسیم جہاں نے "پندرھویں صدی کا آغاز اور امام مہدی کی شناخت" کے عنوان پر تقریر کی اسی طرح حسن پروین نے "تبلیغ کے متعلق خلیفۃ المسیح الثانی کی چند نصائح" کے عنوان پر کی۔ اور سروری بیگم نے "صداقت مسیح موعود علیہ السلام مصلح دورِ آخر" کے عنوان پر اور شاہدہ پروین نے تحریک دعوۃ الی اللہ اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر تقریریں کیں۔ آخر میں صدر صاحبہ نے دعا کرائی اور یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا اور اس کے بعد کلوا جمیعا کے طور پر سبھی لجنہ و ناصرات نے ملکر کھانا کھایا۔

نماز مغرب و عشاء: جلسہ کے بعد ساجدہ پروین نے مغرب و عشاء کی نماز باجماعت پڑھائی۔ اس طرح یہ پروگرام بخیر خوبی اختتام پزیر ہوا۔

(امتہ الحفیظ۔ صدر لجنہ شگفتہ ناز۔ سیکرٹری لجنہ)

سیٹنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد۔ نورالدین چراغ۔ مصباح الدین قادیان